بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ　وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 72

شمارہ 36

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈیا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly
BADAR Qadian

ایڈیٹر
منصور احمد

www.akhbarbadr.in

20 صفر 1445 ہجری قمری ● 7 تبوک 1402 ہجری شمسی ● 7 ستمبر 2023ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَلَقَدۡ صَرَّفۡنَا لِلنَّاسِ
فِیۡ ھٰذَا الۡقُرۡاٰنِ مِنۡ کُلِّ مَثَلٍ ۫
فَاَبٰۤی اَکۡثَرُ النَّاسِ اِلَّا کُفُوۡرًا

(بنی اسرائیل:90)

ترجمہ: اور ہم نے یقیناً اس قرآن میں لوگوں کی خاطر ہر قسم کی مثالیں خوب پھیر پھیر کر بیان کی ہیں۔ پس اکثر انسانوں نے انکار کر دیا محض ناشکری کرتے ہوئے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 1 ستمبر 2023 کو جلسہ گاہ جرمنی (Messe Stuttgart) سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

جو لوگ دوسروں کو نفع پہنچاتے ہیں اور مفید وجود ہوتے ہیں، اُن کی عمر دراز ہوتی ہے

یہ بالکل سچی بات ہے کہ جو دنیا میں خیر کا موجب ہوتا ہے اس کی عمر دراز ہوتی ہے اور جو شر کا موجب ہوتا ہے وہ جلدی اُٹھالیا جاتا ہے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

لمبی عمر پانے کا نسخہ

دُوسروں کیلئے دعا کرنے میں ایک عظیم الشان فائدہ یہ بھی ہے کہ عمر دراز ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ وعدہ کیا ہے کہ جو لوگ دوسروں کو نفع پہنچاتے ہیں اور مفید وجود ہوتے ہیں، اُن کی عمر دراز ہوتی ہے۔ جیسے کہ فرمایا: وَ اَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ (الرعد: 18) اور دوسری قسم کی ہمدردیاں چونکہ محدود ہیں اس لئے خصوصیت کے ساتھ جو خیر جاری قرار دی جاسکتی ہے وہ یہی دعا کی خیر جاری ہے۔ جب کہ خیر کا نفع کثرت سے ہے تو اس آیت کا فائدہ ہم سب سے زیادہ دعا کے ساتھ اُٹھا سکتے ہیں اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ جو دنیا میں خیر کا موجب ہوتا ہے اس کی عمر دراز ہوتی ہے اور جو شر کا موجب ہوتا ہے وہ جلدی اُٹھالیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں شیر سنگھ چڑیوں کو زندہ پکڑ کر آگ پر رکھا کرتا تھا۔ وہ دو برس کے اندر ہی مارا گیا۔ پس انسان کو لازم ہے کہ وہ خَیۡرُ النَّاسِ مَنۡ یَّنۡفَعُ النَّاسَ بننے کے واسطے سوچتا رہے اور مطالعہ کرتا رہے۔ جس طرح طبابت میں حیلہ کام آتا ہے اسی طرح نفع رسانی اور خیر میں بھی حیلہ ہی کام دیتا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ انسان ہر وقت اس تاک اور فکر میں لگا رہے کہ کس راہ سے دُوسرے کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 480، مطبوعہ 2018 قادیان)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے
نہ اس پر ظلم کرے نہ اسے ظالم کے سپرد کرے

(2442) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ خود اُس پر ظلم کرے اور نہ اسے (ظالم کے) سپرد کرے، اور جو شخص اپنے بھائی کے کام میں مشغول ہوگا، اللہ بھی اس کے کام میں مشغول رہے گا۔ اور جس نے کسی مسلمان سے کوئی تکلیف دور کی اللہ یوم قیامت کی تکالیف میں سے ایک تکلیف اُس سے دور کرے گا اور جس نے ایک مسلمان کی پردہ پوشی کی، اللہ بھی قیامت کے روز اُس کی پردہ پوشی کرے گا۔

(2444) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے بھائی کی مدد کر، خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ (صحابہؓ نے) کہا: یا رسول اللہ! مظلوم کی تو ہم مدد کریں گے کیونکہ وہ مظلوم ہے، لیکن ظالم ہو تو اُس کی کیسے مدد کریں؟ آپؐ نے فرمایا: اُس کے ہاتھوں کو پکڑ لو۔

(صحیح بخاری، جلد 4، کتاب المظالم، مطبوعہ 2008 قادیان)

......☆......☆......☆......

ہر جنس کے لوگوں کو ان کا ہم جنس ہی نجات دے سکتا ہے کیونکہ نمونہ وہی ہوسکتا ہے جو ان میں سے ہو پس بشر کے سوا دوسری جنس بطور رسول انسانوں میں نہیں آسکتی کیونکہ وہ ان کیلئے نمونہ نہیں بن سکتی

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورہ بنی اسرائیل آیت 95، 96 وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنۡ یُّؤۡمِنُوۡۤا اِذۡ جَآءَھُمُ الۡھُدٰۤی اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡۤا اَبَعَثَ اللّٰہُ بَشَرًا رَّسُوۡلًا ○ قُلۡ لَّوۡ کَانَ فِی الۡاَرۡضِ مَلٰٓئِکَۃٌ یَّمۡشُوۡنَ مُطۡمَئِنِّیۡنَ لَنَزَّلۡنَا عَلَیۡھِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَکًا رَّسُوۡلًا ○ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

آیت 95 کی تفسیر میں حضورؓ فرماتے ہیں:

پہلی آیت میں بتایا تھا کہ مَیں تو بشر رسول ہوں۔ اس سے زیادہ میرا کوئی دعویٰ نہیں۔ اب اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ انبیاء پر جو بڑے بڑے اعتراض ہوتے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ بشر رسول ہیں۔ یہ اعتراض ایک نہیں بلکہ ان الفاظ میں کئی قسم کے اعتراض آجاتے ہیں۔ بعض لوگوں کو یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جو بڑی شان کا ہے بشر کو رسول بنا ہی کیونکر سکتا ہے۔ یہ لوگ کلام الٰہی کے نزول ہی کے منکر ہوتے ہیں۔ بعض لوگو بشر رسول کے منکر تکبر اور ضد کی وجہ سے ہوتے ہیں یعنی وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم بھی ایسے ہی انسان ہیں جیسا کہ یہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے کلام بھیجنا تھا تو ہم سب پر نازل کرتا۔ اسے کیوں مخصوص کیا گیا اس لئے ہم اسے نہیں مان سکتے۔ یہ لوگ کلام الٰہی کے نزول کو ناممکن قرار نہیں دیتے بلکہ اپنے آپ کو بڑا سمجھنے کی وجہ سے یہ نہیں تسلیم کر سکتے کہ اللہ تعالیٰ ان جیسے بڑے آدمیوں کی طرف بقول ان کے ایک گھٹیا درجے کے انسان کو پیغام دے کر بھجوائے گا۔ ایک تیسرا گروہ بشر رسول کا انکار اس وجہ سے کرتا ہے کہ اس کے نزدیک بشر اپنی ذات میں کامل ہے اور کشی بشر کو الہام کی ضرورت نہیں بلکہ اپنی جبلی طاقتوں کی وجہ سے وہ اپنے لئے خود صحیح راستہ تلاش کر سکتا ہے۔ ایک چوتھا گروہ بشر رسول پر اس لحاظ سے معترض ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک رسول کیلئے بشریت سے زیادہ طاقتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان کے سامنے ایک کمزور سے کمزور وجود کو یہ کہہ کر پیش کر دو کہ یہ مافوق الانسانیت طاقتیں رکھتا ہے تو فوراً اس کے ماننے کیلئے تیار ہو جائیں گے لیکن قوت قدسیہ اور قوت عملیہ کا عملی نمونہ دکھانے والا انسان جو جھوٹے فخر اور جھوٹے دعووں سے بچتا ہو ان کے نزدیک ہرگز قابل اعتنا نہ ہوگا کیونکہ ان کی طبائع عجوبہ پسندی کا شکار ہوتی ہیں۔

ایسے لوگ بعض دفعہ بعض پہلے نبیوں کو بھی مانتے ہیں لیکن نئے نبی کے آنے پر ان کی طبیعت کے اس نقص کا ظہور بتا دیتا ہے کہ پہلے نبی پر بھی ان کا ایمان محض رسمی اور روشہ کا ایمان تھا۔

آیت 96 کی تفسیر میں حضورؓ فرماتے ہیں:

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ملائکہ سے مراد فرشتہ خصلت انسان ہیں ورنہ فرشتے پر دوسرا فرشتہ آنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس آیت میں اس قسم کے لوگوں کے خیال کا جواب دیا ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ بڑے لوگ ہیں اور ان کو براہ راست الہام ہونا چاہئے تھا۔ فرماتا ہے کہ فرشتہ فرشتہ خصلت پر اترتا ہے، غیر جنس پر نہیں۔ تم فرشتے بنجاتے تو تم پر بھی فرشتے اترتے پر تم تو شیطان بن گئے ہو، تم پر فرشتے کس طرح اتریں۔ دوسرے ان لوگوں کو جواب دیا ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ بشر سے بڑی طاقتوں والے وجود کی ضرورت تھی، بشر کام نہیں دے سکتا۔ انہیں یہ بتایا ہے کہ ہر جنس کے لوگوں کو ان کا ہم جنس ہی نجات دے سکتا ہے کیونکہ نمونہ وہی ہوسکتا ہے جو ان میں سے ہو۔ پس بشر کے سوا دوسری جنس بطور رسول انسانوں میں نہیں آسکتی کیونکہ وہ ان کیلئے نمونہ نہیں بن سکتی۔ ان معنوں کے رو سے رسول کے معنی صرف وحی لانے والے کے نہیں ہوں گے بلکہ رسالت کی وہ سب شرائط جن کے ساتھ بشر رسول آتے ہیں مراد لی جائیں گی۔

(تفسیر کبیر، جلد 4، صفحہ 390، مطبوعہ 2010 قادیان)

......☆......☆......☆......

اس شمارہ میں

ادار یہ
جماعت احمدیہ مسلمہ پر اخبار منصف کے اعتراضات کا جواب

خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 18 اگست 2023 (مکمل متن)

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)

رپورٹ دورہ حضور انور ایدہ اللہ (جرمنی 2023)

حضور انور کی طرف سے دیئے گئے بصیرت افروز جوابات

ناصرات الاحمدیہ جرمنی کی حضور انور سے آن لائن ملاقات

پیغام حضور انور بر موقع جلسہ سالانہ نیوزی لینڈ 2023

پیغام حضور انور بر موقع جلسہ سالانہ گھانا 2023

ذکر خیر: مکرمہ یاسمین سہگل صاحبہ آف بنگلور

خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب | نماز جنازہ حاضر و غائب

وصایا | خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: نگران بدر بورڈ قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

”مجھ کو کافر کہہ کے اپنے کفر پر کرتے ہیں مہر
یہ تو ہے سب شکل ان کی ہم تو ہیں آئینہ دار“

(منظوم کلام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام) (4)

جماعت احمدیہ مسلمہ پر اخبار ’منصف‘ حیدر آباد کے اعتراضات کا جواب

گزشتہ تین شماروں سے ہم اخبار ”منصف“ حیدر آباد کے ایڈیٹر کا، بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام پر اعتراضات کا جواب دے رہے ہیں۔ اعتراضات کی تفصیل اور اسکا پس منظر 17 اگست کے شمارہ میں دیکھا جاسکتا ہے۔ منصف نے ایک اعتراض یہ کیا ہے کہ سیّدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے انگریزوں کے ساتھ مل کر سازش کی تھی۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ ہم نے دلائل اور ثبوتوں کے ساتھ یہ واضح کر دیا کہ یہ اعتراض محض ایک کھوکھلا، جھوٹا، بے بنیاد اور انتہائی احمقانہ اعتراض ہے۔ اب ہم اس اعتراض کا ایک اَور پہلو سے جواب دیتے ہیں۔ کہا یہ جاتا ہے کہ مرزا صاحب نے انگریزی حکومت کی تعریف کی اور انگریزوں کے خلاف جہاد کرنے سے منع فرمایا۔

یہ بالکل درست ہے کہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے انگریزی حکومت کی تعریف کی اور حکومت کے خلاف جہاد کے نام پر بغاوت، سرکشی اور قتل و غارت سے منع فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو مسیح و مہدی کے عظیم الشان منصب سے سرفراز فرمایا تھا۔ آپؑ کا فرض منصبی تھا کہ اسلام کی کھوئی ہوئی عظمت کو از سرِ نو پوری دُنیا میں قائم کریں اور اس کا زندہ مذہب ہونا اور اس کے رسول کا زندہ رسول ہونا اور اس کی کتاب کا زندہ کتاب ہونا اور قیامت تک کے لئے ہونا دلائل و براہین سے ثابت کریں۔ اس کے لئے ایک ایسی حکومت کی ضرورت تھی جہاں آپ پوری آزادی کے ساتھ تبلیغ و اشاعت کا کام کرسکیں۔ سو اللہ تعالیٰ کی حکمت اور اس کی مصلحت نے آپؑ کو سلطنت انگریزی میں پیدا کیا جس کے زیر سایہ آپ نے تبلیغ و اشاعت کا حق خوب ادا کیا۔ اس آزادی کے ساتھ دُنیا کے کسی بھی خطہ میں آپ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا کام نہیں کر سکتے تھے۔ اس لحاظ سے آپؑ نے گورنمنٹ انگریزی کی بہت تعریف فرمائی کہ اس نے اپنی رعایا کے ساتھ نہایت عدل و انصاف کا سلوک کیا، مذہبی آزادی کے ساتھ ساتھ تبلیغ و اشاعت کا بھی پورا پورا حق دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

”بعض نادان مجھ پر اعتراض کرتے ہیں جیسا کہ صاحب المنار نے بھی کیا کہ یہ شخص انگریزوں کے ملک میں رہتا ہے اس لئے جہاد کی ممانعت کرتا ہے یہ نادان نہیں جانتے کہ اگر میں جھوٹ سے اس گورنمنٹ کو خوش کرنا چاہتا تو میں بار بار کیوں کہتا کہ عیسیٰ بن مریم صلیب سے نجات پا کر اپنی موت طبعی سے بمقام سری نگر کشمیر مر گیا اور نہ وہ خدا تھا اور نہ خدا کا بیٹا۔ کیا انگریز مذہبی جوش والے میرے اِس فقرہ سے مجھ سے بیزار نہیں ہوں گے؟ پس سنو! اَے نادانو مَیں اِس گورنمنٹ کی کوئی خوشامد نہیں کرتا بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ایسی گورنمنٹ سے جو دین اسلام اور دینی رسوم پر کچھ دست اندازی نہیں کرتی اور نہ اپنے دین کو ترقی دینے کے لئے ہم پر تلواریں چلاتی ہے قرآن شریف کے رُو سے جنگ مذہبی کرنا حرام ہے کیونکہ وہ بھی کوئی مذہبی جہاد نہیں کرتی اور ان کا شکر کرنا ہمیں اس لئے لازم ہے کہ ہم اپنا کام مکہ اور مدینہ میں بھی نہیں کر سکتے تھے مگر ان کے ملک میں۔ یہ خدا کی طرف سے حکمت تھی کہ مجھے اس ملک میں پیدا کیا پس کیا میں خدا کی حکمت کی کسر شان کروں ...... خدا نے مجھے اس گورنمنٹ کے اونچے ٹیلے پر جہاں مفسدین کا ہاتھ نہیں پہنچ سکتا جگہ دی جو آرام کی جگہ ہے اور اس ملک میں سچے علوم کے چشمے جاری ہیں اور مفسدوں کے حملوں سے امن اور قرار ہے پھر کیا واجب نہ تھا کہ ہم اس گورنمنٹ کے احسانات کا شکر کرتے۔“ (کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 75 حاشیہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مَیں جھوٹ سے اس گورنمنٹ کو خوش کرنا نہیں چاہتا۔ اگر ایسا ہوتا تو مَیں اُن کے خدا یسوع کو وفات یافتہ کیوں قرار دیتا، ظاہر ہے کہ اس سے اُن کو تکلیف ہی ہوئی ہوگی۔ پس آپؑ نے جو کچھ کہا حق کے اظہار کے لئے اور اسلامی تعلیم کے مطابق کہا۔ ”یہ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مؤقف تھا لیکن وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ چونکہ آپ نے انگریزوں کی تعریف کی ہے اس لئے انگریز کا ایجنٹ ہونا ثابت ہو گیا، اب ان کے کلمات سنئے ...... علامہ سر محمد اقبال ...... اس زمانہ میں انگریزوں کے متعلق کیا کہا کرتے تھے اور کیا لکھا کرتے تھے، ان کے جذبات اور خیالات کیا تھے وہ ملاحظہ ہوں۔ ملکہ وکٹوریہ کی وفات پر آپ نے ایک مرثیہ لکھا اس میں فرماتے ہیں :

میّت اُٹھی ہے شاہ کی، تعظیم کے لئے ✿ اقبال اُڑ کے خاک سر رہ گزار ہو
صورت وہی ہے نام میں رکھا ہوا ہے کیا ✿ دیتے ہیں نام ماہِ محرم کا ہم تجھے

یعنی جس مہینے میں ملکہ وکٹوریہ فوت ہوئیں اقبال کہتے ہیں کہ اس مہینہ کا نام جو مرضی رکھ لو حقیقت میں یہ محرم کے واقعہ سے مختلف نہیں ہے، محرم میں جو دردناک واقعہ گزرا تھا یہ واقعہ اس کی ایک نئی صورت ہے۔

مزید فرماتے ہیں :

کہتے ہیں آج عید ہوئی ہے، ہوا کرے ✿ اس عید سے تو موت ہی آئے خدا کرے

پھر لکھتے ہیں :

اَے ہند تیرے سر سے اُٹھا سایۂ خدا ✿ اِک غمگسار تیرے مکینوں کی تھی، گئی
ہلتا ہے جس سے عرش یہ رونا اسی کا ہے ✿ زینت تھی جس سے تجھ کو جنازہ اسی کا ہے

(باقیات اقبال، مرتبہ سید عبدالواحد معینی ایم.اے. آکسن، شائع کردہ آئینہ ادب، انارکلی لاہور باردوم صفحہ 73، 76، 81، 90)

’منصف‘ کے ایڈیٹر ملاحظہ فرمائیں کہ علامہ اقبال نہ صرف ملکہ کی تعریف میں حد سے آگے نکل گئے بلکہ اسے سایۂ خدا بھی کہا۔ اہل حدیث کے چوٹی کے عالم اور بزرگ شمس العلماء مولانا نذیر احمد دہلوی فرماتے ہیں :

”سارے ہندوستان کی عافیت اسی میں ہے کہ کوئی اجنبی حاکم اس پر مسلط رہے جو نہ ہندو ہو نہ مسلمان ہو کوئی سلاطین یورپ میں سے ہو (انگریز ہی نہیں جو بھی مرضی ہو یورپ کا ہو سہی) مگر خدا کی بے انتہا مہربانی اس کی مقتضی ہوئی کہ انگریز بادشاہ آئے۔“ (مجموعہ لیکچرز مولانا نذیر احمد دہلوی، صفحہ نمبر 4، 5، مطبوعہ 1890)

پھر فرماتے ہیں :

کیا گورنمنٹ جابر اور سخت گیر ہے توبہ توبہ ماں باپ سے بڑھ کر شفیق۔ (ایضاً صفحہ 19)

پھر فرماتے ہیں :

”میں اپنی معلومات کے مطابق اس وقت کے ہندوستان کے والیان ملک پر نظر ڈالتا تھا اور برما اور نیپال اور افغانستان بلکہ فارس اور مصر اور عرب تک خیال دوڑاتا تھا اس سرے سے اس سرے تک ایک متنفس سمجھ میں نہیں آتا تھا جس کو میں ہندوستان کا بادشاہ بناؤں (یعنی اگر مَیں نے خیالات میں بادشاہ بنانا ہوتا تو کس کو بناتا) امیدواران سلطنت میں سے اور کوئی گروہ اس وقت موجود نہ تھا کہ میں اس کے استحقاق پر نظر کرتا پس میرا اس وقت فیصلہ یہ تھا کہ انگریز ہی سلطنت ہندوستان کے اہل ہیں، سلطنت انہی کا حق ہے، انہی پر بحال رہنی چاہئے۔“
(ایضاً صفحہ 26)

ایڈیٹر رسالہ ”چٹان“ شورش کاشمیری صاحب لکھتے ہیں :

جن لوگوں نے حوادث کے اس زمانہ میں نسخ جہاد کی تاویلوں کے علاوہ اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ کا مصداق انگریزوں کو ٹھہرایا ان میں مشہور انشاء پرداز ڈپٹی نذیر احمد کا نام بھی ہے۔“ (کتاب ”عطاء اللہ شاہ بخاری“ صفحہ 135)

مولوی محمد حسین بٹالوی کے انگریزی سلطنت کے متعلق خیالات یہ تھے :

”سلطان روم ایک اسلامی بادشاہ ہے لیکن امن عامہ اور حسن انتظام کے لحاظ سے (مذہب سے قطع نظر) برٹش گورنمنٹ بھی ہم مسلمانوں کے لئے کچھ کم فخر کا موجب نہیں ہے اور خاص گروہ اہل حدیث کے لئے تو یہ سلطنت بلحاظ امن و آزادی اس وقت کی تمام اسلامی سلطنتوں (روم، ایران، خراسان) سے بڑھ کر فخر کا محل ہے۔“
(رسالہ اشاعۃ السنۃ، جلد 6، نمبر 10، صفحہ 292، 293)

پھر فرماتے ہیں :

اس امن و آزادی عام و حسن انتظام برٹش گورنمنٹ کی نظر سے اہل حدیث ہند اس سلطنت کو از بس غنیمت سمجھتے ہیں اور اس سلطنت کی رعایا ہونے کو اسلامی سلطنتوں کی رعایا ہونے سے بہتر جانتے ہیں۔“
(رسالہ اشاعۃ السنۃ، جلد 6، نمبر 10، صفحہ 292، 293)

مولانا ظفر علی خانصاحب کا ایک منظوم کلام ملاحظہ فرمائیں :

جھکا فرطِ عقیدت سے میرا سر ✿ ہوا جب تذکرہ کنگ ایمپرر کا
جلالت کو ہے کیا کیا ناز اس پر ✿ کہ شاہنشاہ ہے وہ بحر و بر کا
زہے قسمت جو ہو اِک گوشہ حاصل ✿ ہمیں اس کی نگاہِ فیض اثر کا

(اخبار زمیندار لاہور 19 اکتوبر 1911)

”ندوۃ العلماء“ کی بنیاد بھی ایک انگریز ہی نے رکھی۔ چنانچہ ان کا اپنا رسالہ ”الندوہ“ لکھتا ہے :

”ہز آنر لیفٹیننٹ گورنر بہادر ممالک متحدہ نے منظور فرمایا تھا کہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کا سنگ بنیاد اپنے ہاتھ سے رکھیں گے۔ یہ تقریب 28 نومبر 1908 کو عمل میں آئی۔ (الندوہ دسمبر 1908ء نمبر 11 جلد 5 صفحہ 2)

مذکورہ شمارہ جس کا حوالہ دیا گیا ہے، اس کے صفحہ 4 پر عربی ایڈریس ہے جس میں سر جان برسکاٹ کے سی ایس آئی اِی کا ندوہ کا سنگ بنیاد رکھنے کی درخواست کو قبول کرنے پر شکریہ ادا کیا گیا ہے۔ (ایضاً)

یہ ذکر کرنے کے بعد اب اگلا حصہ قابل غور ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دل میں یہ چبھن پیدا ہوئی کہ مسلمان لوگ پڑھیں گے تو کیا کہیں گے کہ جس ندوہ کی بنیاد انگریز گورنر نے رکھی ہے وہ آگے جا کر کیا بنے گا اور اس کے کیا مقاصد ہیں؟ چنانچہ وہ ایک نہایت ہی خطرناک بات کہہ گئے اور وہ اس سے بالکل نہیں شرمائے۔ وہ بات تو تمام مسلمانوں کے دل پر خطرناک چرکہ ہے۔ ایک انگریز سے سنگ بنیاد رکھوانے کی تائید میں اور اس کی توجیہ پیش کرتے ہوئے کہ کیوں ایسا ہوا فرماتے ہیں :

”یہ پہلا ہی موقع تھا کہ ایک مذہبی درسگاہ کا سنگ بنیاد ایک غیر مذہب کے ہاتھ سے رکھا جا رہا تھا۔ (مسجد نبوی کا منبر بھی ایک نصرانی نے بنایا تھا)“ (الندوہ لکھنؤ دسمبر 1908ء صفحہ 1، 2)

باقی صفحہ نمبر 18 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

یہ سوچ ہے جو ہمارے ہر عہدیدار میں ہونی چاہئے کہ قوم کے سردار اس کے خادم ہیں

ہمارے جماعتی نظام میں بھی ہر عہدہ یا کوئی خدمت جس پر کسی کو مامور کیا جاتا ہے امانت ہیں

ہمیں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ ہم اپنے میں سے بہترین لوگ منتخب کریں اور دعا کر کے منتخب کریں

جس کو میں کسی کام کیلئے مقرر کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتا ہے اور جو خواہش کر کے خود کام اپنے سر پر لے اس کی پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد نہیں ہوتی (الحدیث)

عہدے کی خواہش کرنا، کسی کام کا نگران بن کر اسے کرنے کی خواہش کرنا پسندیدہ نہیں ہے، ہاں خدمت کا جذبہ ہونا چاہئے چاہے وہ کسی بھی رنگ میں ہو، یہ پسندیدہ امر ہے

اگر کوئی کسی عہدے کیلئے خواہش رکھتا ہو تو جماعتی نظام میں اور ہر انتخابی فورم میں اس کی حوصلہ شکنی ہونی چاہئے

جو بھی مجلسِ انتخاب کے ممبر بنیں وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنا رائے دہی کا حق استعمال کریں
اور دعا کے بعد اور انصاف سے اپنی نظر میں بہترین شخص کی سفارش خلیفۂ وقت کو پیش کریں

بعض عہدیداروں کے متعلق شکایات آتی ہیں کہ ان کے رویّوں میں عاجزی نہیں ہوتی اور ایسا اظہار ہوتا ہے جیسے اس عہدے کے بعد وہ کوئی غیر معمولی شخصیت بن گئے ہیں

عہدیدار اپنے اندر عاجزی پیدا کریں اور جو ذمے داری دی گئی ہے اسے اس کا حق ادا کرتے ہوئے ادا کرنے کی کوشش کریں

ہر عہدیدار کو اپنے شعبے کی بہتری کیلئے کم از کم دو نفل بھی روزانہ پڑھنے چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے

اگر تربیت کا شعبہ فعال ہو جائے تو باقی شعبے خود بخود میرے اندازے کے مطابق کم از کم ستر فیصد تک بہتر رنگ میں کام کرنا شروع کر دیں گے

ہر عہدیدار کا یہ بھی کام ہے کہ افرادِ جماعت سے ذاتی رابطہ رکھ کر ان سے ذاتی تعلق بڑھائیں

نظامِ جماعت تو ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کے جذبات پیدا کرنے کیلئے اور ایک دوسرے کا خیال رکھنے کیلئے بنایا گیا ہے

ہم سب ایک ہیں، بھائی بھائی ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو پورا کرنے کیلئے اپنی اپنی استعدادوں کے مطابق کوشش کر رہے ہیں
یہی سوچ ہے جو نظام جماعت کو ایک خوبصورت نظام بنا سکتی ہے اور یہی سوچ ہے جو ہمیں اللہ تعالیٰ کے بھی قریب کر سکتی ہے

دنیا کی تمام جماعتوں کی ملکی اور مقامی عاملہ اور اسی طرح ذیلی تنظیموں کو اس بارے میں بہت سوچ و بچار اور ایک لائحہ عمل کی ضرورت ہے تا کہ اپنی امانتوں کا حق ادا کر سکیں

اگر شعبہ تربیت فعال ہے تو امورِ عامہ کے بہت سے مسائل حل ہو جاتے ہیں جو افراد جماعت کے آپس کے جھگڑوں سے تعلق رکھتے ہیں یا افراد جماعت کے غلط کاموں میں ملوث ہونے سے تعلق رکھتے ہیں یا مخالفین کے کسی ذریعہ سے یا کمزور ایمان والوں کے ذریعہ سے جماعت میں بے چینی پیدا کرنے کی جو کوشش ہوتی ہے اس سے تعلق رکھتے ہیں

افرادِ جماعت کو میں بتا دوں کہ جو بھی خط ان کا یہاں آتا ہے، یہاں پہنچ جائے وہ کھولا بھی جاتا ہے پڑھا بھی جاتا ہے اور اس پر کارروائی بھی کی جاتی ہے

عہدیداروں کا کام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے سپرد جو امانتیں کر دی ہیں ان کا حق ادا کریں اور اپنے فرائض نیک نیتی سے ادا کریں، اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے ادا کریں، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے ادا کریں، خلیفۂ وقت کا سلطان نصیر بنتے ہوئے ادا کریں، حتی الوسع لوگوں کے ایمانوں کی مضبوطی اور ان کو فائدہ پہنچانے کیلئے ادا کریں

عہدیداران کے فرائض اور ذمہ داریاں

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 18 اگست 2023ء بمطابق 18 ظہور 1402 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ○ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ○
اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ○

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُکُمۡ اَنۡ تُؤَدُّوا الۡاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَہۡلِہَا (النساء: 59) یعنی یقیناً اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ امانت ان کے اہل کے سپرد کرو۔ پھر ایک حدیث میں آتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی عہدہ اور ایسا مقام جس میں لوگوں کے معاملات دیکھنے کا اختیار دیا گیا ہو یا لوگوں کو نگران مقرر کیا گیا ہو تو یہ بھی ایک امانت ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب کراھۃ الامارۃ بغیر ضرورۃ، حدیث 4719)

پس اس لحاظ سے ہمارے جماعتی نظام میں بھی ہر عہدہ یا کوئی خدمت جس پر کسی کو مامور کیا جاتا ہے امانت ہیں۔

ہماری جماعت میں جماعتی نظام میں ہر سطح پر ہم اپنے عہدیدار منتخب کرتے ہیں۔ مقامی سطح سے لے کر مرکزی، ملکی سطح تک۔ اسی طرح مرکز میں ہیں پھر ذیلی تنظیموں میں اسی ترتیب سے مقرر کیے جاتے ہیں۔ مرکزی نظام ہے

یا ذیلی تنظیم کا نظام ہے ہر جگہ نچلی سطح سے لے کر مرکزی سطح تک عہدیدار مقرر کیے جاتے ہیں اور عموماً یہ انتخاب کے ذریعے ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جب تم یہ عہدیدار منتخب کرو تو ایسے لوگوں کو منتخب کرو جو بظاہر نظر یعنی تمہاری نظر میں اس کام کیلئے بہترین ہیں اور اپنے کام کی امانت کا حق ادا کر سکتے ہیں۔

انتخاب کے وقت خویش پروری یا رشتے داری کا خیال نہیں رکھنا چاہئے۔ بعض دفعہ بعض عہدیدار مرکزی طور پر یا خلیفہ وقت کی طرف سے براہ راست بھی مقرر کر دیے جاتے ہیں اور کوشش یہی ہوتی ہے کہ غور کر کے جو بہترین شخص اس کام کیلئے میسر ہو اسے مقرر کیا جائے لیکن بعض دفعہ اندازے کی غلطی بھی ہو سکتی ہے یا عہدے حاصل کرنے کے بعد لوگوں کے مزاج بدل جاتے ہیں اور جو عاجزی اور محنت سے اور انصاف سے کام کرنے کی روح ایک عہدیدار میں ہونی چاہئے وہ نہیں رہتی۔ تو پھر ایسے شخص کے رویّے کی ذمے داری اسی پر ہوگی نہ کہ منتخب کرنے والے پر۔ بہرحال ہمیں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ ہم اپنے میں سے بہترین لوگ منتخب کریں اور دعا کر کے منتخب کریں۔

بہرحال عام طور پر یہ کوشش ہوتی ہے کہ جو شخص کسی کام کیلئے مقرر کیا جا رہا ہے وہ ایسا نہ ہو جو آگے بڑھ بڑھ کر صرف اس لیے آ رہا ہے کہ میں عہدیدار بن جاؤں۔ اگر بعض دفعہ ایسے شخص کا نام جماعت کے افراد کی طرف سے کسی عہدے کیلئے تجویز ہو کر آ بھی جائے تو مرکز کو یا خلیفہ وقت کو اگر اس کے حالات کا پتا ہو تو اسے کام نہیں دیا جاتا اور یہ بات عین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہے۔ ایک روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو دو شخص آئے اور کہا کہ ہمیں فلاں کام سپرد کر دیا جائے، ہم اس کے اہل ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو میں کسی کام کیلئے مقرر کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتا ہے اور جو خواہش کر کے خود کام اپنے سر پر لے اس کی پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد نہیں ہوتی۔

(صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب من لم یسال الامارۃ اعانہ اللہ علیہا، حدیث 7146)(صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب ما یکرہ من الحرص علی الامارۃ، حدیث 7149)

اس کے کام میں برکت نہیں پڑتی۔ اس لیے کبھی عہدے کی خواہش کر کے عہدہ لینے کی کوشش نہیں ہونی چاہئے۔

ہاں خدمت دین کا شوق ضرور ہونا چاہئے۔ مجھے موقع ملے میں خدمت دین کروں اور یہ خدمت کسی بھی رنگ میں ملے اسے بجالانے کیلئے بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ پس عہدے کی خواہش کرنا، کسی کام کا نگران بن کر اسے کرنے کی خواہش کرنا پسندیدہ نہیں ہے۔

ہاں خدمت کا جذبہ ہونا چاہئے چاہے وہ کسی بھی رنگ میں ہو، یہ پسندیدہ امر ہے۔

پس یہ باتیں منتخب کرنے والوں کو بھی ہمیشہ سامنے رکھنی چاہئیں۔ قرآن کریم کے حکم کو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے کہ تمہاری نظر میں دعا کے بعد جو اہل ترین لوگ ہیں کسی خدمت کیلئے، انہیں منتخب کرو۔ اور دوسرے یہ کہ اگر کوئی کسی عہدے کیلئے خواہش رکھتا ہو تو جماعتی نظام میں اور ہر انتخابی فورم میں اس کی حوصلہ شکنی ہونی چاہئے اور منتخب کرنے والے کو انصاف سے اپنا انتخاب کرنے کا حق استعمال کرنا چاہئے۔

عموماً انتخاب کا یہ طریق ہے کہ ملکی مرکزی سطح پر عہدیداران کے منتخب کرنے کی رائے انتخاب کے نتائج کے ساتھ خلیفۂ وقت کو پیش کی جاتی ہے اور خلیفۂ وقت کو اختیار ہے کہ وہ چاہے کثرتِ رائے سے پیش کیے ہوئے نام کو منتخب کرے یا کسی کم ووٹ حاصل کرنے والے کو منتخب کرے۔ بعض دفعہ اس شخص کے بارے میں بعض معلومات اور بعض ایسے حالات کا مرکز اور خلیفہ وقت کو علم ہوتا ہے اور عام آدمی کو نہیں ہوتا۔ تو بہرحال یہ ضروری نہیں ہے کہ کثرتِ رائے والے کو ضرور منتخب کیا جائے۔

اسی طرح ملکی جماعتوں کے جو انتخاب ہیں ان میں حسبِ قواعد بعض کی منظوری مقامی مرکزی انتظامیہ دے دیتی ہے اور اگر کوئی تبدیلی کرنی ہو تو خلیفۂ وقت سے پوچھ لیتے ہیں۔ کوشش تو بہرحال یہ کی جاتی ہے کہ جس حد تک ممکن ہو اچھے کام کرنے والے عہدیدار میسر آئیں لیکن بعض جگہ جس قسم کے لوگ میسر ہیں ان میں سے ہی منتخب کرنے پڑتے ہیں لیکن یہاں پھر چننے والوں کو، منتخب کرنے والوں کو خیال رکھنا چاہئے کہ امانت کا اپنی استعدادوں کے مطابق بہترین رنگ میں حق ادا کرنے والے لوگ منتخب ہوں اور کبھی کسی خواہش کرنے والے کو یا دوستی کی وجہ سے یا رشتے داری کی وجہ سے یا یہ دیکھ کر رائے نہیں دینی چاہئے کہ اکثر ہاتھ کسی شخص کیلئے کھڑے ہوئے ہیں تو میں بھی اپنا ہاتھ کھڑا کر دوں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی نفی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی نفی ہے۔

گو جماعتی مرکزی نظام کے انتخابات تو اس سال نہیں ہونے، ہو چکے ہیں لیکن ذیلی تنظیموں کے انتخابات ہونے ہیں بعض جگہ انصار کے، خدام کے، لجنہ کے، تو ان تنظیموں کے ممبران کو چاہئے کہ

جو بھی مجلسِ انتخاب کے ممبر بنیں وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنا رائے دہی کا حق استعمال کریں اور دعا کے بعد اور انصاف سے اپنی نظر میں بہترین شخص کی سفارش خلیفۂ وقت کو پیش کریں۔

اگر ہم انصاف کے ساتھ اپنے اس فریضے کو سرانجام دینے والے بن جائیں گے تو تبھی جماعتی ترقی میں ہمارا کردار مثبت ہوگا اور ہم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہو جائیں گے۔

اس کے ساتھ ہی میں عہدیداروں کو بھی ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ بیشک جماعتی عہدیدار منتخب ہو چکے ہیں لیکن انہیں ہمیشہ اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہونا چاہئے اور ہمیشہ یہ خیال رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خدمت کا موقع دیا ہے تو اس کے فضلوں کو حاصل کرنے کیلئے ہمیں ہر قسم کے ذاتی مفاد سے بالا ہو کر اپنے کام کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے سرانجام دینا چاہئے۔

بعض عہدیداروں کے متعلق شکایات آتی ہیں کہ ان کے رویّوں میں عاجزی نہیں ہوتی اور ایسا اظہار ہوتا ہے جیسے اس عہدے کے بعد وہ کوئی غیر معمولی شخصیت بن گئے ہیں۔

میں یہ تو نہیں کہتا کہ فرعونیت پیدا ہو گئی لیکن بہرحال اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ خاص طور پر جن عہدیداروں کو نامزد کیا جاتا ہے اور وہ واقف زندگی بھی ہیں ان میں اگر یہ بات پیدا ہو تو یہ بالکل قابلِ برداشت نہیں۔ بعض واقفین زندگی کو جنرل سیکرٹری بنایا گیا تو ان کے بارے میں شکایت ہے کہ بڑا متکبرانہ رویہ ہے۔ سلام تک کا جواب نہیں دیتے۔ ایسے رویے دکھانے والے اپنی اصلاح کریں اور اللہ تعالیٰ نے جو خدمت کا موقع دیا ہے تو زمین پر جھکیں اور ہر بچے بڑے سے پیار اور عاجزی سے ملیں۔ آپ کو مقرر کیا گیا ہے کہ افرادِ جماعت کی خدمت کریں نہ یہ کہ ان پر کسی قسم کی افسر شاہی کا رعب ڈالیں۔

پھر بعض ایسے ہیں جو اپنے کام بھی صحیح طرح سرانجام نہیں دیتے۔ یہاں میری طرف سے بھی بعض معاملات رپورٹ کیلئے جاتے ہیں تو ان کی دراز میں پڑے رہتے ہیں جب تک یاد دہانی نہ کراؤ، بار بار نہ پوچھو اور چھ مہینے سال بعد پھر ایک معافی نامہ لکھ کر کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے سے غلطی ہو گئی۔ ہم ان پر بروقت کارروائی نہیں کر سکے۔ اگر مرکز کے خطوط کے ساتھ، خلیفہ وقت کے خطوں کے ساتھ ان کا یہ سلوک ہے اور یہ رویہ ہے تو پھر عام فردِ جماعت کے متعلق ان سے کس طرح توقع کی جا سکتی ہے کہ نیک سلوک کرتے ہوں گے۔ ان لوگوں کو اپنی اصلاح کرنی چاہئے ورنہ ان کو خدمت سے فارغ کر دیا جائے گا۔

عہدیداران کو بعض اَور ذمہ داریوں کی طرف بھی میں توجہ دلانا چاہوں گا۔

ایک تو یہی کہ اپنے اندر عاجزی پیدا کریں اور جو ذمے داری دی گئی ہے اسے اس کا حق ادا کرتے ہوئے ادا کرنے کی کوشش کریں۔

ہر وقت یہ ذہن میں رہے کہ خدا تعالیٰ ہمارے اوپر نگران ہے۔ وہ ہماری ہر حرکت دیکھ رہا ہے۔ کوئی عہدہ ملنے کے بعد ہم ہر قسم کی بندشوں سے آزاد نہیں ہو گئے بلکہ ہم خدا تعالیٰ کی پکڑ کے نیچے زیادہ آ گئے ہیں۔ لوگوں نے ہمیں منتخب کیا ہے، ہم پر اعتماد کر کے خلیفہ وقت نے ہمیں اس خدمت کیلئے منظور کیا ہے تو ہمیں اس اعتماد کو قائم رکھنے کی کوشش کرنی ہے اور اپنی تمام تر صلاحیتیں اس خدمت کو بہترین رنگ میں ادا کرنے کیلئے صرف کرنی ہیں۔ یہ سوچ ہوگی تو تبھی صحیح کام کرنے کی روح بھی پیدا ہوگی اور افراد جماعت کا بھی تعاون رہے گا۔ اکثر عہدیدار جو شکایت کرتے ہیں کہ بعض شعبوں میں افراد جماعت تعاون نہیں کرتے بیشک یہ افراد کی بھی ذمہ داری ہے کہ جن لوگوں کو انہوں نے خود خدمت کیلئے چنا ہے ان سے تعاون بھی کریں لیکن ساتھ ہی عہدیداران کا بھی کام ہے کہ اپنی بہترین مثالیں لوگوں کے سامنے قائم کریں۔ اب ایک عہدیدار کی رپورٹ ملی کہ وہ اپنی آمد پر صحیح چندہ نہیں دیتا اور نہ ہی کم شرح سے چندہ ادا کرنے کی اجازت لینی چاہتا ہے تو ایسا شخص پھر دوسروں کیلئے کیا نمونہ پیش کرے گا؟ دوسروں کو کس طرح کہے گا کہ مالی قربانی کرو؟ پس اپنے ذاتی نمونے بہت ضروری ہیں۔ بہت زیادہ استغفار کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنے کی ضرورت ہے۔ اپنی حالتوں کے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔

اگر ایک سیکرٹری تربیت خود پانچ وقت باجماعت نماز ادا کرنے کی طرف توجہ نہیں دیتا تو دوسروں کو کس طرح تلقین کر سکتا ہے کہ نمازوں کی طرف توجہ دو۔ اسی طرح ایک واقف زندگی اور مربی خود نوافل ادا کرنے کی طرف توجہ نہیں دے رہا تو افراد جماعت کو وہ کس طرح نصیحت کر سکتا ہے کہ عبادتوں کی طرف توجہ کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی طرف تو ہماری توجہ دلائی ہے کہ غیر احمدی مولوی نصیحت کرتا ہے لیکن اس کے عمل اس کی نصیحت کے مطابق نہیں ہیں اس لیے اس کی باتوں کا اثر نہیں ہوتا۔

(ماخوذ از ملفوظات، جلد 1، صفحہ 67، ایڈیشن 1984ء)

پس ہمارے لیے تو ہر لمحہ بڑی فکر سے گزارنے کی ضرورت ہے۔ ہر قدم بڑا پھونک پھونک کر اٹھانے کی ضرورت ہے۔ جب یہ ہوگا تب ہی ہم اپنی امانتوں کا حق ادا کرنے والے ہوں گے۔

سیکرٹریان تربیت اگر اپنے نمونے قائم کرتے ہوئے پیار اور محبت کے ساتھ جماعت کی تربیت کریں تو افرادِ جماعت میں ایک انقلابی تبدیلی پیدا کر سکتے ہیں۔

ہر عہدیدار کو اپنے شعبے کی بہتری کیلئے کم از کم دو نفل بھی روزانہ پڑھنے چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے۔

اگر تربیت کا شعبہ فعال ہو جائے تو باقی شعبے خود بخود میرے اندازے کے مطابق کم از کم ستر فیصد تک بہتر رنگ میں کام کرنا شروع کر دیں گے۔

پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ عہدیداروں نے اپنے نمونے قائم کرنے ہیں اور خاص طور پر امرائے جماعت نے، صدران جماعت نے اور خصوصاً سیکرٹریان تربیت نے، باقی نے بھی کرنے ہیں، یہ نہیں کہ باقی نہ بھی کریں تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میرا ان عہدیداروں کو خاص توجہ دلانے کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ باقی نہ بھی کریں تو فرق نہیں پڑتا۔ ہر ایک کرے گا تبھی جماعتی ترقی صحیح طرح ہوگی۔ اگر اپنے نمونے نہ دکھائیں تو یہ نہیں کہ کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بہت فرق پڑتا ہے۔ ہر عہدیدار کے عمل کا فرق پڑتا ہے۔ اگر سیکرٹری مال خود اپنے چندے احتیاط سے ادا نہیں کر رہا تو دوسروں کو کیا کہے گا، جیسا کہ میں نے بتایا اور پھر اسکے کہنے میں کیا برکت ہوگی؟ اگر تبلیغ کا سیکرٹری تبلیغ کا حق ادا ہی نہیں کر رہا تو افراد جماعت کو کس طرح تبلیغ کیلئے متحرک کرے گا؟ پس ہر شعبہ اہم ہے۔ اسی طرح ذیلی

تنظیموں کے صدران کے عہدے ہیں اور باقی عاملہ ممبران کے عہدے اہم ہیں۔

ذیلی تنظیموں میں بھی ہر سطح پر اپنے آپ کو فعال کرنا ہوگا۔

بعض جگہ صدر لجنہ کے بارے میں شکایت آتی ہے کہ ان کے رویے ٹھیک نہیں ہیں۔ بعض کے نومبائعات کے ساتھ رویے ٹھیک نہیں ہیں۔ ان کو کھینچنے کے بجائے ان کو دوڑانے کا باعث بن رہی ہیں۔ ان نومبائعات کو بڑے غلط طریقے سے کہا جاتا ہے کہ ہم تمہاری اصلاح کریں گے جبکہ میرے نزدیک خود ایسی صدر لجنہ کی اصلاح ہونی چاہئے اور یہ اس لیے ہوتا ہے کہ چند لوگوں کے پاس عہدے مستقل چلتے رہتے ہیں۔ ممبرات لجنہ بھی اپنے انتخاب میں نہیں دیکھتیں کہ کون اہل ہے اور کون نہیں ہے جس کے نتیجے میں خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ پھر شکایات آتی ہیں اور جب خرابیاں پیدا ہوں تو اَور لوگوں کے ایمان کو ٹھوکر لگتی ہے۔ اگر منتخب کرنے والیاں خود اپنا حق رائے دہی انصاف سے اور اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے ادا نہیں کر رہیں تو پھر شکایت بھی نہیں ہونی چاہئے۔ پس انتخابات کے وقت امانتوں کے اہل کو منتخب کریں تو شکایات ختم ہوں گی ورنہ ہم اپنی اصلاح نہیں کر سکتے۔

عہدیداروں سے میں یہ بھی کہوں گا کہ وہ سٹیجوں پر بیٹھنے کیلئے نہیں ہیں۔

ہر عہدیدار کو اپنی ڈیوٹی ایک عام کارکن بن کر دینی چاہئے۔

ایک نومبائعہ خاتون نے مجھ سے ذکر کیا۔ اس جلسے پہ باہر سے آئی ہوئی خاتون تھی کہ یہاں جلسے پر ایک بات نے مجھے بہت متاثر کیا۔ میں نے دیکھا کہ صدر لجنہ ڈسپلن کی ڈیوٹی والی لڑکیوں کے ساتھ ڈیوٹی دے رہی تھی۔ یہ تو بہرحال اس صدر کا فرض تھا۔ یہ کوئی غیر معمولی کام نہیں جو اس نے کیا۔ اگر ڈیوٹی نہ دے رہی ہو اور ہر جگہ پر نگرانی نہ کر رہی ہو تو تب وہ قصوروار ہے۔ اگر صدر خود اس طرح ڈیوٹی نہ دے یا چیک نہ کرے تو وہ اپنی امانت کا حق ادا نہیں کر رہی لیکن بہرحال جو اپنی امانت کا حق ادا کرنے والے عہدیدار ہیں وہ دوسروں کی اصلاح کا بھی باعث بنتے ہیں اور لجنہ میں بنتی ہیں۔

پس یہ سوچ ہے جو ہمارے ہر عہدیدار میں ہونی چاہئے کہ قوم کے سردار اس کے خادم ہیں۔

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اسی طرح عام حالات میں بھی ہر عہدیدار کا یہ بھی کام ہے کہ افرادِ جماعت سے ذاتی رابطہ رکھ کر ان سے ذاتی تعلق بڑھائیں۔

ان کی خوشی غمی میں شامل ہوں۔ ہر فرد جماعت کو یہ احساس پیدا کروائیں کہ نظامِ جماعت تو ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کے جذبات پیدا کرنے کیلئے اور ایک دوسرے کا خیال رکھنے کیلئے بنایا گیا ہے، نہ کہ کوئی افسر ہے یا کوئی ماتحت ہے۔ کوئی بڑا ہے یا کوئی چھوٹا ہے۔

ہم سب ایک ہیں۔ بھائی بھائی ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو پورا کرنے کیلئے اپنی اپنی استعدادوں کے مطابق کوشش کر رہے ہیں۔ یہی سوچ ہے جو نظام جماعت کو ایک خوبصورت نظام بنا سکتی ہے اور یہی سوچ ہے جو ہمیں اللہ تعالیٰ کے بھی قریب کر سکتی ہے اور یہ سوچ نہ رکھنے اور اس کے خلاف عمل کرنے سے ہم اللہ تعالیٰ کی ناراضگی بھی مول لینے والے ہوں گے۔ ایک روایت میں آتا ہے حضرت معقل بن یسارؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کا نگران اور ذمہ دار بنایا ہے وہ اگر لوگوں کی نگرانی، اپنے فرض کی ادائیگی اور ان کی خیرخواہی میں کوتاہی کرتا ہے تو اس کے مرنے پر اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت حرام کر دے گا اور اسے بہشت نصیب نہیں کرے گا۔ (صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب من استرعی رعیۃ فلم ینصح، حدیث 7151، 7150) پس یہ بہت بڑا انذار ہے بڑے خوف کا مقام ہے بڑی فکر والی بات ہے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اپنی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا۔ یہ لمبی روایت ہے اور جگہوں کا، نگرانوں کا بھی یہاں ذکر ہے لیکن جو اپنے متعلقہ ہے وہ میں پڑھ دیتا ہوں۔ فرمایا کہ امیر بھی نگران ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب قول اللہ تعالیٰ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ...... الخ، حدیث 7138) یعنی عہدیدار بھی۔ اس میں عہدیداران بھی شامل ہیں کہ وہ نگران ہیں اور ہر ایک سے اپنی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ رعایا سے مراد وہ لوگ نہیں جن پر حکومت کی جاتی ہے بلکہ وہ لوگ ہیں جن کی مدد کرنے کی، ان کی اصلاح کی، ان کی بہتری کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔

پس اسی حدیث میں مثال دی گئی ہے کہ خاوند اپنے گھر کا نگران ہے، عورت اپنے بچوں کی نگران ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب قول اللہ تعالیٰ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ...... الخ، حدیث 7138) تو حکومت کرنے کیلئے تو نگران نہیں۔ ان کی تربیت کیلئے، ان کی بہتری کیلئے منصوبے بنانے کیلئے، ان کی ضروریات پوری کرنے کیلئے نگران ہے۔ پس اگر یہ ذمہ داری ادا نہیں کر رہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق بہشت حرام ہو جاتی ہے۔ پس وہ لوگ جو نگران بنائے گئے ہیں، عہدیدار بنائے گئے ہیں اگر صحیح طرح کام سرانجام نہیں دے رہے اور اپنے علاقے میں صرف خلیفۂ وقت کے نمائندے، نام نہاد نمائندے بنے بیٹھے ہیں وہ خلیفہ وقت کو بھی بدنام کر رہے ہیں اور خلیفۂ وقت کو بھی گنہگار بنا رہے ہیں۔

جیسا کہ میں نے مثال دی تھی کہ رپورٹیں مہینوں نہیں بھیجتے۔ اب ایسے لوگوں کے بارے میں میرے پاس اس کے علاوہ اَور کوئی حل نہیں کہ اگر حقیقت میں وہ اپنی اصلاح نہیں کرتے تو ان کو خدمت سے فارغ کر دیا جائے اور میں پھر ان کے گناہوں میں شامل نہ ہوں۔ پس مَیں بھی اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں۔ یہ لوگ بھی استغفار کریں اور اپنی اصلاح کریں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ خلافت احمدیہ کو ہمیشہ ایسے سلطان نصیر عطا ہوں جو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے اپنے کام سرانجام دیں نہ یہ کہ صرف عہدہ لینے کیلئے عہدے سنبھالے ہوں۔

یہ بھی ایک بہت توجہ طلب بات ہے جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ جو شخص مسلمانوں کے اجتماعی معاملات کا ذمے دار ہو اللہ تعالیٰ اس کی حاجات اور مقاصد پوری نہیں کرے گا جب تک وہ لوگوں کی ضروریات پوری نہ کرے۔

پس جہاں یہ ذمے داری خلیفہ وقت کی ہے وہاں ان تمام عہدیداروں کی بھی ہے جو خلیفہ وقت کے اپنی اپنی جماعتوں میں نمائندے ہیں اور یہ عہدیداروں پر بہت بڑی ذمے داری ہے۔ صرف عاملہ کے اجلاسوں میں اپنی رائے دے کر اور میٹنگز میں شامل ہو کر سمجھ لینا کہ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے یہ کافی نہیں ہے۔ لوگوں کی بہتری کیلئے منصوبہ بندی کرنا اور پھر اس پر عمل درآمد کروانا انتہائی ضروری امر ہے۔ اور جو وسائل ہمارے پاس ہیں ان کے اندر رہتے ہوئے لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کا جو بہترین حل ہو سکتا ہے وہ ہمیں نکالنا چاہئے۔ اس کیلئے دنیاوی ضروریات پوری کرنے کیلئے شعبہ امورِ عامہ بھی ہے اور شعبہ صنعت و تجارت ہے اور اس طرح ذیلی تنظیموں کو اس کیلئے اپنا فعال کردار ادا کرنا چاہئے۔ بیشک ہمارے پاس وسائل کم ہیں لیکن جو ہیں ان کا بہترین استعمال صحیح منصوبہ بندی سے بہت سوں کی مدد کر سکتا ہے۔

ایک شعبہ جو آجکل تقریباً تمام جماعتوں کیلئے ایک چیلنج بنا ہوا ہے وہ رشتہ ناطہ کا شعبہ ہے۔

اس کیلئے بہت وسیع منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔ جماعتی نظام کو بھی، ذیلی تنظیموں کے نظاموں کو بھی ایک دوسرے کے ساتھ مل کر یہ کام کرنا ہوگا۔ یہاں پھر جماعتی بھی اور ذیلی تنظیموں کے بھی شعبہ تربیت کو بہت فعال کرنے کی ضرورت ہے۔

پھر اسی شعبے کی طرف بات پلٹ جاتی ہے۔ اگر ہمارے نوجوانوں کی صحیح تربیت ہو تو ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو ہمیشہ سامنے رکھیں کہ رشتے کے معاملے میں دولت، خاندان اور خوبصورتی کی بجائے دین کو فوقیت دو۔ (صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب الاکفاء فی الدین، حدیث 5090)

اگر یہ ہماری ترجیح ہو جائے گی تو پھر لڑکے بھی اور لڑکیاں بھی اپنی دینی حالتوں کو بہتر کرنے اور خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کو ترجیح دیں گے اور اس طرح ہم اپنی اگلی نسل کو محفوظ کر سکیں گے ورنہ آجکل دجال جو چالیں چل رہا ہے اس سے معمولی کوششوں سے بچنا بہت مشکل ہے۔ اس کیلئے تو بہت وسیع منصوبہ بندی کرنی ہوگی۔ پس ہر عہدیدار کو پہلے اپنے گھر کی اصلاح کی ضرورت ہے پھر جماعت میں اس بات کی طرف بہت توجہ دلانے کی ضرورت ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا ہمارا عہد صرف عہد ہی نہ ہو بلکہ ہم میں سے ہر ایک اس کی عملی شکل بن جائے۔ جب یہ ہوگا تبھی ہم دجال کا مقابلہ کر سکیں گے۔ اپنی نسلوں کو بچا سکیں گے۔ اپنے عہدوں کی بھی حفاظت کر سکیں گے، ان کا حق ادا کر سکیں گے اور اپنی امانتوں کا بھی حق ادا کر سکیں گے۔ پس دنیا کی تمام جماعتوں کی ملکی اور مقامی عاملہ اور اسی طرح ذیلی تنظیموں کو اس بارے میں بہت سوچ و بچار اور ایک لائحہ عمل کی ضرورت ہے تا کہ اپنی امانتوں کا حق ادا کر سکیں۔

جیسا کہ میں نے امورِ عامہ کے کام کی مختصراً تھوڑی سی مثال دی تھی۔

ہمارے نظام میں امورِ عامہ کا بھی ایک شعبہ ہے اور یہ شعبہ بھی بہت اہم سمجھا جاتا ہے اور ہے بھی لیکن عموماً یہ تاثر پیدا ہو گیا ہے کہ اس شعبے کے کام لوگوں کو سزائیں دلوانا یا سختی سے لوگوں کو تنبیہ کرنا ہے۔ امورِ عامہ کے شعبے میں کام کرنے والے لوگوں کو دنیا میں ہر جگہ پتہ ہونا چاہئے کہ ان کا صرف اتنا کام نہیں ہے۔ یہ تو کام کا ایک حصہ ہے اور سختی سے تنبیہ کرنا تو بہرحال ان کا کام نہیں ہے۔ جب کوئی حل نہ ہو تو یہ ایک انتہا ہوتی ہے جہاں سزا کے طور پر سفارش کی جاتی ہے۔ یہاں پھر میں یہی کہوں گا کہ اگر شعبہ تربیت فعال ہے تو امورِ عامہ کے بہت سے مسائل حل ہو جاتے ہیں جو افراد جماعت کے آپس کے جھگڑوں سے تعلق رکھتے ہیں یا افراد جماعت کے غلط کاموں میں

ارشاد باری تعالیٰ

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ

ترجمہ: اور وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور ان کے اندر کسی کے درمیان تفریق نہ کی یہی وہ لوگ ہیں جنہیں وہ ضرور ان کے اجر عطا کرے گا۔ (النساء:153)

طالب دُعا: نور الہدیٰ، جماعت احمدیہ سملیہ (جھارکھنڈ)

ارشاد باری تعالیٰ

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۡ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا

ترجمہ: اور ہم نے یقیناً اِس قرآن میں لوگوں کی خاطر ہر قسم کی مثالیں خوب پھیر پھیر کر بیان کی ہیں۔ پس اکثر انسانوں نے انکار کر دیا محض ناشکری کرتے ہوئے۔ (بنی اسرائیل:90)

طالب دعا: سید عارف احمد، والد و والدہ مرحومہ اور فیملی و مرحومین (ننگل باغبانہ، قادیان)

ملوّث ہونے سے تعلق رکھتے ہیں یا مخالفین کے کسی ذریعہ سے یا کمزور ایمان والوں کے ذریعہ سے جماعت میں بے چینی پیدا کرنے کی جو کوشش ہوتی ہے اس سے تعلق رکھتے ہیں۔

اور بعض جگہ تربیت کے شعبے نے افراد جماعت کے ساتھ ایک خاص تعلق پیدا کر کے اس بارے میں کوشش بھی کی ہے تو جہاں لوگوں کی شکایات اس کوشش سے دور ہوئیں اور نظام سے بدظنی دور ہوئی وہاں انہوں نے جماعتی فیصلوں کا احترام بھی کیا اور اسے احترام سے قبول بھی کیا اور پھر مخالفین کی جو منافقین یا بدظن افراد سے فائدہ اٹھانے کی کوششیں تھیں وہ بھی ناکام ہوئیں۔ پس شعبہ تربیت اور امورِ عامہ کو بعض معاملات میں مل کر کام کرنے کی بہت ضرورت ہے۔

جیسا کہ میں نے کہا امورِ عامہ کا کام تو بہت وسیع ہے۔ جماعت میں معاشی استحکام پیدا کرنے کیلئے پروگرام بنانا ان کا کام ہے۔ افراد جماعت کو ملازمت اور دیگر ذرائع روزگار کیلئے راہنمائی اور مدد کرنا ان کا کام ہے۔ خدمتِ خلق کے کاموں کو سرانجام دینا ان کا کام ہے۔ پیار اور محبت سے سمجھا کر تنازعات کو ختم کروانا ان کا کام ہے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن قضائی معاملات میں امورِ عامہ کا بہرحال دخل نہیں ہے کہ فیصلہ کرنا شروع کر دیں۔

ہاں قضا کے فیصلوں کی تنفیذ کروانا ان کا کام ہے لیکن اس میں فیصلہ کے بعد اگر کوئی فریق اس کی تعمیل کرنے میں لیت ولعل سے کام لے رہا ہے تو امورِ عامہ کے شعبے کا کام ہے کہ اسے آرام سے سمجھائیں کہ اس پر عمل نہ کر کے کیوں اپنا دین برباد کرتے ہو۔ تھوڑے سے دنیاوی مفاد کی خاطر کیوں اپنا دین برباد کرتے ہو۔ اور پھر ایسے لوگ میرا وقت بھی ضائع کرتے ہیں۔ یہ بار بار مجھے لکھتے رہتے ہیں حالانکہ خود غلطی پہ ہوتے ہیں۔ تو بہت سے لوگ سمجھ جاتے ہیں اگر ان کو سمجھایا جائے۔ بہرحال امورِ عامہ کا کام صرف سزائیں دلوانا نہیں ہے بلکہ ان سزاؤں سے لوگوں کو بچانا ہے اور اس کیلئے انہیں ہر ممکنہ کوشش کرنی چاہئے۔

اگر کہیں غلط کام ہوتا دیکھیں یا سمجھیں کہ اس سے جماعتی مفاد کو نقصان پہنچ سکتا ہے تو فوراً شعبہ تربیت کو بھی ساتھ ملا کر اور مربیان کی مدد بھی حاصل کر کے جہاں وہ جماعتی مفاد کی حفاظت کریں گے وہاں لوگوں کے ایمان بچانے کی بھی کوشش کریں گے اور یہ کرنی چاہئے۔

بعض دفعہ عہدیداروں کے رویّے نظام کے بارے میں بدظنّیاں پیدا کر دیتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ اگر کسی نے اپنی ضرورت کیلئے خلیفہ وقت کو درخواست دی ہے تو صدر جماعت یا امیر جماعت یا امورِ عامہ یا اگر کسی خاص شعبے سے متعلق ہے تو اس کے کام کرنے والے اس شخص سے سختی کرتے ہیں کہ ہمارے ذریعے سے کیوں نہیں درخواست دی۔ اور معاملہ لٹک جاتا ہے بجائے اس کے کہ اگر مرکز سے ان کو رپورٹ کیلئے کہا گیا ہے تو فوری رپورٹ بھجوائیں۔ پھر جب جواب نہیں جاتے تو اس شخص کو بدظنی پیدا ہو جاتی ہے اور براہ راست لوگ مجھے لکھتے ہیں کہ ہماری درخواستیں نہیں پہنچتیں۔ جن درخواستوں پر جب لمبا عرصہ کارروائی نہیں ہوتی تو ان کو خاص طور پر بدظنی پیدا ہوتی ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ خلیفۂ وقت کو ہماری درخواست پہنچی ہی نہیں ہے۔ ایسی بھی صورتحال ہو جاتی ہے۔ ایک طرف تو یہ کہ ہمارے سے کیوں نہیں پوچھا، دوسرے یہ کہ کیونکہ ہمارے سے پوچھا نہیں اس لیے اس پر کارروائی نہ کرو۔ اور پھر بدظنیاں پیدا ہوتی ہیں خلیفۂ وقت پہ اور خلیفۂ وقت کے دفتر پہ۔ حالانکہ یہ سب غلط ہے۔

ہر خط یہاں پہنچتا ہے۔ جو یہاں آ جائے وہ پڑھا بھی جاتا ہے، کھولا بھی جاتا ہے۔ یہ نہیں کہ اس کو روک لیا جائے۔ اور ہر قسم کی درخواست متعلقہ جماعت کو رپورٹ کیلئے بھجوائی بھی جاتی ہے۔ تو بہرحال افرادِ جماعت کو میں بتا دوں کہ جو بھی خط ان کا یہاں آتا ہے، یہاں پہنچ جائے تو وہ کھولا بھی جاتا ہے، پڑھا بھی جاتا ہے اور اس پر کارروائی بھی کی جاتی ہے۔

متعلقہ جماعت کا شعبہ اس کے جواب میں دیر لگاتا ہے۔ تو ایسے عہدیداران کو خوف کرنا چاہئے کہ ان کے یہ عمل فردِ جماعت اور خلیفۂ وقت میں دوری پیدا کرنے والے ہوتے ہیں۔ نظام کے بارے میں بدظنیاں پیدا کرنے والے ہوتے ہیں اور اس طرح وہ متعلقہ عہدیدار گنہگار بن رہا ہوتا ہے۔ کسی کے ایمان سے کھیل کر وہ اپنے آپ کو گنہگار بنا رہا ہوتا ہے۔ پس ایسے لوگوں کو خوف کرنا چاہئے۔

ہر عہدیدار کو یہ سمجھنا چاہئے اور خاص طور پر جن کے سپرد افراد جماعت کی ضروریات کا خیال رکھنے کا کام ہے کہ اگر انہوں نے اپنے کام میں سستی دکھائی اور لوگوں کے حق ادا نہ کیے تو نہ صرف اپنی امانتوں میں خیانت کرنے والے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں بھی آنے والے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے۔ روایت میں آتا ہے کہ جو امام، اس سے مراد ہر عہدیدار ہے، حاجت مندوں، ناداروں اور غریبوں کیلئے اپنا دروازہ بند رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ضروریات کیلئے آسمان کا دروازہ بند کر دیتا ہے۔ (سنن الترمذی، ابواب الاحکام، باب ماجاء فی امام الرعیۃ، حدیث 1332)

پس اگر کوئی ایسا سوچ رکھنے والا عہدیدار یا ان کے دفتر میں کام کرنے والے کارکن ہیں تو اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے لوگوں کی حاجتیں پوری کرنے میں جلدی کیا کریں یا کم از کم جلد رپورٹ دیا کریں، پھر مرکز کا کام ہے کہ جائزہ لے کر دیکھے کہ کس حد تک یہ حاجت پوری کی جا سکتی ہے لیکن جواب ہی نہ دینا اور درخواست کو ایک کونے میں رکھ دینا یہ بہت بڑا جرم ہے۔ پس ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی حتی المقدور کوشش کریں۔ ہر نیک کام کرنے کی طرف توجہ رکھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاں بھی تم ہو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اگر کوئی برا کام کرو تو اس کے بعد نیک کام کرنے کی کوشش کرو۔ یہ نیکی بدی کو مٹا دے گی اور لوگوں سے خوش اخلاقی اور حسن سلوک سے پیش آؤ۔

(سنن الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی معاشرۃ الناس، حدیث 1987)

اسی طرح ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوموسیٰؓ اور معاذ بن جبلؓ کو یمن کے دو علیحدہ حصوں کی طرف والی مقرر کر کے بھیجا تو یہ نصیحت فرمائی کہ آسانی پیدا کرنا۔ مشکلیں نہ پیدا کرنا۔ محبت و خوشی پھیلانا اور نفرت نہ پنپنے دینا۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب بعث ابی موسیٰ و معاذ الی الیمن......الخ، حدیث 4342، 4341)

پس یہ وہ نصیحت ہے جو ہر عہدیدار کو جو لوگوں سے زیادہ واسطہ رکھتا ہے اپنے لیے راہنما اصول کے طور پر سامنے رکھنی چاہئے۔ پس یہی وہ طریق ہے جس سے عہدیدار جماعت کے افراد کی خدمت کا حق ادا کر سکتے ہیں اور ان کے ایمان کی حفاظت میں بھی کردار ادا کر سکتے ہیں اور جماعت کی اکائی کو قائم رکھنے میں بھی اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں اور اپنی امانتوں کے بھی حق ادا کر سکتے ہیں اور جب یہ ہوگا تو ایک ایسا حسین معاشرہ پیدا ہوگا جو صحیح اسلامی معاشرہ ہے اور جس کے قائم کرنے کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے تھے اور ہم نے ان کو مان کر عہد بیعت کیا ہے۔

پس ہمیشہ عہدیدار یہ بات یاد رکھیں کہ افراد جماعت نے انہیں منتخب کیا ہے یا آئندہ کریں گے تو اس لیے کہ وہ اپنی امانتوں کا حق ادا کریں لیکن اگر انہوں نے اپنی سوچ کے ساتھ، منتخب کرنے والوں نے اپنی سوچ کے ساتھ انتخاب نہیں بھی کیا تو اب عہدیداروں کا کام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے سپرد جو امانتیں کر دی ہیں ان کا حق ادا کریں اور اپنے فرائض نیک نیتی سے ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے ادا کریں۔ خلیفہ وقت کا سلطان نصیر بنتے ہوئے ادا کریں۔ حتی الوسع لوگوں کے ایمانوں کی مضبوطی اور ان کو فائدہ پہنچانے کیلئے ادا کریں اور جب یہ سوچ رکھیں گے اور اس سوچ کے ساتھ اپنے فرائض ادا کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے کاموں میں بھی برکت ڈالے گا اور ہر موقع پر معین و مددگار بھی ہوگا۔ اگر یہ نہیں تو ہم تقویٰ سے دور ہٹنے والے ہوں گے۔ خدا تعالیٰ سے بھی خیانت کر رہے ہوں گے، خلیفہ وقت سے بھی خیانت کر رہے ہوں گے اور جن لوگوں نے اعتماد کیا تھا صحیح یا غلط ان کے ایمانوں کو بھی نقصان پہنچانے والے ہوں گے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’مومن وہ ہیں جو اپنی امانتوں اور عہدوں کی رعایت رکھتے ہیں یعنی ادائے امانت اور ایفائے عہد کے بارے میں کوئی دقیقہ تقویٰ اور احتیاط کا باقی نہیں چھوڑتے۔‘‘

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن، جلد 21، صفحہ 239-240)

پھر ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں: ’’انسان کی پیدائش میں دو قسم کے حسن ہیں۔ ایک حسنِ معاملہ اور وہ یہ کہ انسان خدا تعالیٰ کی تمام امانتوں اور عہد کے ادا کرنے میں یہ رعایت رکھے کہ کوئی امر حتی الوسع ان کے متعلق فوت نہ ہو۔‘‘ امانتوں کے حق ادا کرنے میں کوئی عمل ضائع نہ ہو۔‘‘......ایسا ہی لازم ہے‘‘ فرمایا’’......ایسا ہی لازم ہے کہ انسان مخلوق کی امانتوں اور عہد کی نسبت بھی یہی لحاظ رکھے۔ یعنی حقوق اللہ اور حقوقِ عباد میں تقویٰ سے کام لے یہ حسن معاملہ ہے یا یوں کہو کہ روحانی خوبصورتی ہے۔‘‘

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن، جلد 21، صفحہ 218)

پس ہر عہدیدار کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ ہم نے اپنے اندر روحانی خوبصورتی پیدا کرنی ہے۔ ہم خاص طور پہ عہدیدار سب سے زیادہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان باتوں کے مخاطب ہیں۔

ہر احمدی تقویٰ پر چلنے اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کرتا ہے لیکن عہدیداروں اور وہ جن کے سپرد جماعتی خدمات ہیں وہ سب سے زیادہ اس بات کے مخاطب اور ذمہ دار ہیں کہ اپنے عہدوں اور امانتوں کی حفاظت کریں، جو ہمارے سپرد ذمہ داریاں ہیں انہیں تقویٰ سے کام لیتے ہوئے اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جو شخص علم دین حاصل کرنے کیلئے کسی راستہ پر چلے
تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت کے راستہ کو آسان کر دیتا ہے

(سنن ابن ماجہ، بَابُ فَضْلِ الْعُلَمَاءِ وَالْحَثِّ عَلَى طَلَبِ الْعِلْمِ، کتاب السنہ)

طالب دعا : اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلا پالم، صوبہ تامل ناڈو)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اگر انسان کبائر گناہ سے بچے تو پانچ نمازیں، ایک جمعہ سے دوسرا جمعہ اور
رمضان سے اگلا رمضان ان دونوں کے درمیان ہونے والی لغزشوں کا کفارہ بن جاتا ہے

(الترغیب والترھیب، جلد اوّل، کتاب الجمعۃ)

طالب دُعا: نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (کرناٹک)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

حضرت عائشہؓ کا رخصتانہ، ماہ شوال 2 ہجری

(بقیہ حصہ)

اب جب یہ ثابت ہو گیا کہ نکاح کے وقت حضرت عائشہ کی عمر سات سال کی تھی تو اگلا حساب کوئی مشکل کام نہیں رہتا۔ یہ بتایا جا چکا ہے کہ حضرت عائشہ کی شادی شوال 10 نبوی میں ہوئی تھی اور یہی تاریخ جمہور مؤرخین میں مسلم ہے گویا شوال 10 نبوی میں حضرت عائشہ کی عمر سات سال یا اس کے قریب تھی۔ اسکے بعد ربیع الاوّل 14 نبوی میں ہجرت ہوئی۔ اس طرح شادی اور ہجرت کے درمیان کا عرصہ تین سال اور کچھ ماہ بنتا ہے اور ہجرت کے وقت حضرت عائشہ کی عمر دس سال اور کچھ ماہ کی قرار پاتی ہے اس کے بعد ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہجرت اور رخصتانہ کے درمیان کا عرصہ کس قدر ہے۔ یہ مسلّم ہے کہ ہجرت ربیع الاوّل میں ہوئی، اس لیے ہجرت کا پہلا سال ساڑھے نو ماہ کا ہوا اور پھر چونکہ رخصتانہ شوال 2 ہجری میں ہوا اس لیے ساڑھے نو ماہ ہی دوسرے سال کے ہوئے اور یہ دونوں عرصے مل کر ہجرت اور رُخصتانہ کے درمیان کا عرصہ انیس ماہ یعنی ایک سال اور سات ماہ کا ہوا۔ اب اگر اس عرصہ کو دس سال اور کچھ ماہ کے عرصہ کے ساتھ ملائیں جو ہجرت سے قبل کا ہے تو اس کی میزان وہی بارہ سال ہوتی ہے جو ہم نے دوسری جہت سے قرار دی ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ خواہ حضرت عائشہؓ کے اندازے سے حساب شماری کریں یا یہ کہ ان کی تاریخ پیدائش سے شمار کریں نتیجہ دونو صورتوں کا یہی ہے کہ رخصتانہ کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر بارہ سال کی تھی نہ کہ نو سال کی اور یقینا حضرت عائشہؓ کا یہ خیال کہ اُس وقت میری عمر نو سال کی تھی غلط اندازے یا غلط حساب شماری پر مبنی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب انہوں نے مہینوں کی کسر چھوڑ کر اپنے نکاح کی عمر کا اندازہ چھ سال لگایا تو اس کے بعد انہوں نے حسابی طور پر درمیانی عرصہ کو شمار نہیں کیا بلکہ یونہی موٹے طور پر اندازہ کر لیا کہ رخصتانہ کے وقت ان کی عمر نو سال کی ہوگی اور پھر یہی خیال ان کے دل میں قائم ہو گیا۔ یا یہ بھی ممکن ہے کہ چونکہ اس وقت تک ابھی جنتری وغیرہ کا حساب مروّج نہیں ہوا تھا اور ہجری کی تاریخ بھی ابھی ضبط و تدوین میں نہیں آئی تھی اور پھر شادی اور رخصتانہ کے درمیان کی میعاد بھی دو مختلف سنین (یعنی سن نبویؐ اور سن ہجری) کے حسابات سے تعلق رکھتی تھی اس لیے حضرت عائشہ سے حساب شماری میں سہواً غلطی ہو گئی ہو اور پھر یہ غلط خیال ان کے دل میں ایسا راسخ ہو گیا ہو کہ بعد میں کبھی اس حسابی غلطی کی طرف ان کا ذہن منتقل ہی نہ ہوا ہو لیکن بہرحال کچھ بھی ہو اگر یہ بات ٹھیک ہے کہ نکاح کے وقت حضرت عائشہ کی عمر سات سال یا اس کے قریب تھی تو پھر رخصتانہ کے وقت نو سال کی عمر کا اندازہ کسی صورت میں بھی درست نہیں سمجھا جا سکتا اور یہ ایک حسابی سوال ہے جس کے مقابلہ میں کوئی اور دلیل نہیں ٹھہر سکتی۔ خلاصہ کلام یہ کہ خواہ کسی جہت سے بھی دیکھا جاوے رخصتانہ کے وقت حضرت عائشہ کی عمر بارہ سال یا اس کے قریب قریب ہوتی ہے اور اگر رخصتانہ کی تاریخ شوال 1 ہجری قرار دی جاوے تو پھر بھی ان کی عمر گیارہ سال کی بنتی ہے۔ پس نو سال کا اندازہ بہرحال غلط اور نادرست ہے۔

لیکن اگر بالفرض نو سال کی عمر کو ہی صحیح تسلیم کر لیا جاوے تو پھر بھی کوئی جائے اعتراض نہیں ہے، کیونکہ عرب جیسے ملک میں نو یا دس سال کی لڑکی کا بالغ ہو جانا بعید از قیاس نہیں۔ خود ہمارے ہندوستان میں بھی بعض لڑکیاں جن میں نشوونما کا مادہ غیر معمولی طور پر زیادہ ہوتا ہے۔ دس سال کی عمر میں بالغ ہو جاتی ہیں۔ دراصل بلوغ کا انحصار زیادہ تر آب و ہوا اور خوراک اور گرد و پیش کے حالات پر ہوتا ہے۔ ٹھنڈے ممالک میں اور خصوصاً ایسے ممالک میں جہاں کی خوراک میں گرم مسالہ جات کا دخل کم ہوتا ہے لڑکیاں عموماً بہت دیر میں بالغ ہوتی ہیں؛ چنانچہ انگلستان وغیرہ میں سنِ بلوغ اوسطاً اٹھارہ سال کا ہوتا ہے اور لڑکیوں کی شادی عموماً بیس سال بلکہ بسا اوقات اس سے بھی زیادہ عمر میں ہوتی ہے لیکن ہمارے ہاں اگر کوئی لڑکی بیس سال کی عمر تک بغیر شادی کے بیٹھی رہے تو عموماً لوگوں میں انگشت نمائی شروع ہو جاتی ہے کہ اس میں کوئی نقص ہوگا تبھی اسے کوئی رشتہ نہیں ملا کیونکہ یہاں بلوغ کی اوسط عمر تیرہ چودہ سال ہے۔ عرب کا ملک چونکہ ہندوستان کی نسبت بھی زیادہ گرم اور خشک ہے اس لیے وہاں کے سنِ بلوغ کی اوسط ہندوستان سے بھی گری ہوئی ہے اور کئی لڑکیاں ایسی ملتی ہیں جو نو دس سال کی عمر میں ہی سنِ بلوغ کو پہنچ جاتی ہیں۔ اندریں حالات حضرت عائشہ کا نو یا دس سال کی عمر میں بالغ ہو کر رخصتانہ کے قابل ہو جانا ہرگز قابلِ تعجب نہیں سمجھا جا سکتا۔ خصوصاً جبکہ اس امر کو مدّ نظر رکھا جاوے کہ حضرت عائشہ میں نشوونما کا مادہ غیر معمولی طور پر زیادہ تھا۔ جیسا کہ سر ولیم میور نے بھی اپنی کتاب میں تسلیم کیا ہے۔

بہرحال اب حضرت عائشہ پوری طرح بالغ تھیں اور ہجرت کے بعد شوال 2 ہجری میں ان کا رخصتانہ ہوا۔ اس وقت حضرت عائشہ کی والدہ مدینہ کے مضافات میں ایک جگہ السُّنُح نامی میں مقیم تھیں، چنانچہ انصار کی عورتوں نے وہاں جمع ہو کر حضرت عائشہ کو رخصتانہ کیلئے آراستہ کیا اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود وہاں تشریف لے گئے اور اسکے بعد حضرت عائشہ اپنے گھر سے رخصت ہو کر حرمِ نبویؐ میں داخل ہو گئیں۔ مہر پانچ سو درہم یا بعض روایات کی رُو سے چار سو درہم یعنی کم و بیش یک صد روپیہ تھا، جو رخصتانہ کے وقت نقد ادا کر دیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بیویوں میں سے صرف حضرت عائشہ ہی وہ بیوی تھیں جو باکرہ ہونے کی حالت میں آپؐ کے نکاح میں آئیں۔ باقی سب بیوہ یا مطلقہ تھیں اور اس خصوصیت کو حضرت عائشہ بعض اوقات اپنے امتیازات میں شمار کیا کرتی تھیں۔ حضرت عائشہ کے رُخصتانہ کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر قریباً پچپن سال کی تھی اور آپ حضرت عائشہ کی خوردسالی کا خیال کرتے ہوئے ان کے ساتھ بہت دلداری کا سلوک فرماتے اور ان کے جذبات کا خاص خیال رکھتے تھے، چنانچہ ایک دفعہ جب چند حبشی شمشیر زن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو نیزہ کے کرتب دکھانے لگے تو آپ نے انہیں مسجد نبوی کے صحن میں کرتب دکھانے کیلئے ارشاد فرمایا اور خود حضرت عائشہ کو سہارا دے کر مکان کی دیوار کے ساتھ اپنی اوٹ میں لے کر کھڑے ہو گئے تا کہ وہ بھی ان لوگوں کے کرتب دیکھ لیں اور جب تک وہ اس فوجی تماشہ سے خود سیر نہیں ہو گئیں آپؐ وہاں سے نہیں ہٹے۔ ایک دوسرے موقع پر آپؐ نے حضرت عائشہ کے ساتھ دوڑنے کا مقابلہ کیا۔ پہلی دفعہ تو حضرت عائشہ آگے نکل گئیں لیکن جب ایک عرصہ بعد آپؐ دوسری دفعہ ان کے ساتھ دوڑے تو اس وقت وہ پیچھے رہ گئیں، جس پر آپؐ نے مُسکراتے ہوئے فرمایا هٰذِهٖ بِتِلْكَ یعنی ''لو عائشہ اب وہ بدلہ اُتر گیا ہے۔'' بعض اوقات حضرت عائشہ کی بعض سہیلیاں اُن کے گھر میں معصومانہ اشعار وغیرہ پڑھنے کا شغل کرتیں، تو آپؐ بالکل تعرض نہ فرماتے بلکہ جب ایک دفعہ حضرت ابو بکر نے یہ نظارہ دیکھ کر لڑکیوں کو کچھ تنبیہہ کرنی چاہی تو آپؐ نے منع فرمایا اور کہا ابو بکر جانے دو۔ یہ عید کا دن ہے لڑکیاں اپنا شغل کرتی ہیں لیکن جب آپؐ دوسری طرف متوجہ ہوئے تو حضرت عائشہ نے خود لڑکیوں کو اشارہ کر کے انہیں رخصت کر دیا۔ مگر باوجود اس صغرسنی کے حضرت عائشہ کا ذہن اور حافظہ غضب کا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت کے ماتحت انہوں نے نہایت سرعت کے ساتھ حیرت انگیز طور پر ترقی کی اور دراصل اس چھوٹی عمر میں ان کو اپنے گھر میں لے آنے سے آپ کی غرض ہی یہ تھی کہ تا آپ بچپن سے ہی اپنے منشاء کے مطابق ان کی تربیت کر سکیں اور تا انہیں آپ کی صحبت میں رہنے کا لمبے سے لمبا عرصہ مل سکے اور وہ اس نازک اور عظیم الشان کام کے اہل بنائی جا سکیں جو ایک شارع نبی کی بیوی پر عاید ہوتا ہے، چنانچہ آپؐ اس منشاء میں کامیاب ہوئے اور حضرت عائشہ نے مسلمان خواتین کی اصلاح اور تعلیم و تربیت کا وہ کام سرانجام دیا جس کی نظیر تاریخِ عالم میں نہیں ملتی۔ احادیث نبویؐ کا ایک بہت بڑا اور بہت ضروری حصہ حضرت عائشہ ہی کی روایات پر مبنی ہے حتّٰی کہ ان کی روایتوں کی کل تعداد دو ہزار دو سو دس تک پہنچتی ہے۔ ان کے علم و فضل اور تفقہ فی الدین کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ ان کا لوہا مانتے اور ان سے فیض حاصل کرتے تھے۔ حتّٰی کہ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کو کوئی علمی مشکل ایسی پیش نہیں آئی کہ اس کا حل حضرت عائشہ کے پاس نہ مل گیا ہو اور عروہ بن زبیر کا قول ہے کہ میں نے کوئی شخص علمِ قرآن اور علمِ میراث اور علمِ حلال و حرام اور علمِ فقہ اور علمِ شعر اور علمِ طِب اور علمِ حدیثِ عرب اور علمِ انساب میں عائشہؓ سے زیادہ عالم نہیں دیکھا۔ زہد و قناعت میں ان کا یہ مرتبہ تھا کہ ایک دفعہ ان کے پاس کہیں سے ایک لاکھ درہم آئے انہوں نے شام ہونے سے پہلے پہلے سب خیرات کر دیئے! حالانکہ گھر میں شام کے کھانے تک کیلئے کچھ نہیں تھا۔ انہی اوصافِ حمیدہ کی وجہ سے جن کی جھلک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی نظر آنے لگ گئی تھی۔ آپؐ انہیں خاص طور پر عزیز رکھتے تھے اور بعض اوقات فرماتے تھے کہ سب لوگوں میں عائشہ مجھے محبوب ترین ہے۔ ایک دفعہ فرمایا کہ مردوں میں تو بہت لوگ کامل گذرے ہیں لیکن عورتوں میں کاملات بہت کم ہوئی ہیں۔ پھر آپؐ نے آسیہ اہلیہ فرعون اور مریم بنت عمران کا نام لیا اور پھر فرمایا کہ عائشہ کو عورتوں پر وہ درجہ حاصل ہے جو عرب کے بہترین کھانے ثرید کو دوسرے کھانوں پر ہوتا ہے۔ ایک دفعہ بعض دوسری ازواج مطہرات نے کسی اہل امر میں حضرت عائشہ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کوئی بات کہی مگر آپؐ خاموش رہے لیکن جب اصرار کے ساتھ کہا گیا تو آپؐ نے فرمایا ''میں تمہاری ان شکایتوں کا کیا کروں میں تو یہ جانتا ہوں کہ کبھی کسی بیوی کے لحاف میں مجھ پر میرے خدا کی وحی نازل نہیں ہوئی، مگر عائشہ کے لحاف میں وہ ہمیشہ نازل ہوتی ہے۔ اللہ اللہ! کیا ہی مقدس وہ بیوی تھی جسے یہ خصوصیت حاصل ہوئی اور کیا ہی مقدس وہ خاوند تھا جس کی اہلی محبت کا معیار بھی تقدس و طہارت کے سوا کچھ نہیں تھا!!

اس جگہ یہ ذکر بھی ضروری ہے کہ حضرت عائشہ کا نکاح خاص خدائی تجویز کے ماتحت وقوع میں آیا تھا! چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ ان کے نکاح سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا تھا کہ ایک فرشتہ آپؐ کے سامنے ایک ریشمی کپڑا پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ آپؐ کی بیوی ہے آپؐ اسے کھولتے ہیں تو اس میں حضرت عائشہ کی تصویر پاتے ہیں مگر آپؐ نے اس خواب کا کسی سے ذکر نہیں فرمایا اور سمجھ لیا کہ اگر اس خواب نے اپنی ظاہری صورت میں پورا ہونا ہے تو خدا خود اس کا سامان کر دے گا! چنانچہ بالآخر خولہ بنت حکیم کی تحریک سے یہ رشتہ قائم ہو گیا۔ احادیث میں یہ ذکر بھی آتا ہے کہ آخری ایام میں حضرت سودہ بنت زمعہ نے اپنی باری حضرت عائشہ کو دیدی تھی اور اس طرح حضرت عائشہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مستفیض ہونے کا دوہرا موقع میسر آ گیا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ چونکہ اس زمانہ میں شریعت کا نزول ہو رہا تھا اور ہر امر میں جدید دستور العمل کی بنیاد پڑ رہی تھی، اس لیے جب حضرت سودہ بوڑھی ہو گئیں اور پورے طور پر حقوقِ زوجیت کی ادائیگی کے قابل نہ رہیں تو انہیں اپنی جگہ یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں انہیں علیحدہ کر دیں اس لیے انہوں نے خود ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ عرض کر کے کہ یا رسول اللہ مجھے اب باری کی ضرورت نہیں ہے اپنی باری حضرت عائشہ کو دیدی۔ ان کا یہ خیال تو سراسر غلط اور محض وہم پر مبنی تھا، لیکن چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ کی تعلیم و تربیت کا خاص خیال تھا اور وہ اپنی عمر اور حالات کے لحاظ سے اس قابل تھیں کہ ان پر خاص توجہ صرف کی جاوے اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باری کے متعلق سودہ کی تجویز منظور فرمالی۔ مگر اسکے بعد بھی آپؐ حضرت سودہؓ کے پاس باقاعدہ تشریف لے جایا کرتے تھے اور دوسری بیویوں کی طرح ان کی دلداری اور آرام کا خیال رکھتے تھے۔

حضرت عائشہؓ کے خواندہ ہونے کے متعلق اختلاف ہے مگر بخاری کی ایک روایت سے پتہ لگتا ہے کہ ان کے پاس ایک نسخہ قرآن شریف کا لکھا ہوا موجود تھا۔ جس پر سے انہوں نے ایک عراقی مسلمان کو بعض آیات خود املاء کرائی تھیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ کم از کم خواندہ ضرور تھیں اور اغلب ہے کہ انہوں نے اپنے رخصتانہ کے بعد ہی لکھنا سیکھا تھا، لیکن جیسا کہ بعض مؤرخین نے تصریح کی ہے وہ غالباً لکھنا نہیں جانتی تھیں۔ حضرت عائشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کم و بیش اڑتالیس سال زندہ رہیں اور 58 ہجری کے ماہِ رمضان میں اپنے محبوب حقیقی سے جا ملیں۔ اس وقت ان کی عمر قریباً اڑسٹھ سال کی تھی۔ (باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیین صفحہ 428 تا 432 مطبوعہ قادیان 2011)

☆...☆...☆

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(1132) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ مولوی بشیر احمد صاحب بھوپالوی دہلی آ گئے جن کو علی جان والوں نے مباحثہ کیلئے بلایا تھا۔علی جان والے ٹوپیوں کے بڑے سوداگر اور وہابی ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس آ کر انہوں نے عرض کی کہ مولوی صاحب کو بھوپال سے آپ کے ساتھ مباحثہ کرنے کیلئے بلایا ہے۔شرائط مناظرہ طے کر لیجئے۔ حضور نے فرمایا کہ کسی شرط کی ضرورت نہیں۔احقاقِ حق کیلئے یہ بحث ہے۔وہ آجائیں اور جو دریافت فرمانا چاہیں دریافت فرمالیں۔پھر ایک تاریخ مقرر ہوگئی۔ مجھ کو اور پیر سراج الحق صاحب مرحوم کو حضور نے حکم دیا کہ آپ کچھ کتابیں اپنے واقفوں سے لے آئیں۔ ہمیں تو ضرورت نہیں مگر انہی کے مسلمات سے ان کو ساکت کیا جاسکتا ہے۔ہم دونوں بہت جگہ پھرے لیکن کسی نے کتابیں دینے کا اقرار نہ کیا۔امام کی گلی میں مولوی محمد حسین صاحب فقیر رہتے تھے۔انہوں نے وعدہ کیا کہ جس قدر کتابوں کی ضرورت ہو کل لے جانا۔ اگلے روز جب ہم گئے تو وہ نہ ملے اور ان کے بیٹوں نے ہمیں گالیاں دینی شروع کر دیں کہ جو ملحدوں کی مدد کرے وہ بھی ملحد ہے۔ہم دونوں ان کے پاس سے اُٹھ کر چلے آئے۔پیر سراج الحق تو مجھ سے علیحدہ ہو کر کہیں چلے گئے۔میں تھوڑی دور کھڑا ہو کر اُن سے سخت کلامی کرنے لگ گیا۔وہاں آدمی جمع ہو گئے اور مجھ سے پوچھنے لگے کہ کیا بات ہے۔میں نے عرض کیا کہ امام اعظم کو یہ بُرا کہتے ہیں۔وہ کہنے لگے ہمیں معلوم ہے کہ یہ بڑے بے ایمان ہیں۔یہ چھپے ہوئے وہابی ہیں۔وہابیوں کی مسجد میں نماز پڑھنے جایا کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ لوگ میرے ساتھ ہو کر ان کے خلاف ہو گئے۔ پھر میں وہاں سے چلا آیا۔جب امام صاحب کے مکان کے آگے سے گزرا تو انہوں نے مجھے اشارہ کر کے اپنی بیٹھک میں بلا لیا اور کہنے لگے کہ آپ کسی سے ذکر نہ کریں تو جس قدر کتابیں مطلوب ہیں میں دے سکتا ہوں۔میں نے کہا آپ اتنا بڑا احسان فرمائیں تو میں کیوں ذکر کرنے لگا۔کہنے لگا کہ جب مرزا صاحب مولوی نذیر حسین سے قسم لینے کیلئے جامع مسجد میں پیچ کے دروازے میں بیٹھے ہوئے تھے اس وقت میں دیکھتا تھا کہ انوار الٰہی آپ پر نازل ہوتے ہیں اور آپ کی پیشانی سے شان نبوت عیاں تھی مگر میں اپنی عقیدت کو ظاہر نہیں کر سکا۔خیر میں یہ کتابیں لے کر چلا آیا اور حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کر دیں آپ بہت خوش ہوئے۔اس پر دہلی والوں نے کہا تھا (ہولی ہے بھئی ہولی ہے پاس کتابوں کی جھولی ہے) تفسیر مظہری اور صحیح بخاری دستیاب نہ ہوئی تھی۔اُس زمانے میں مولوی رحیم بخش صاحب فتح پوری مسجد کے متولی تھے۔ وہ سید امام علی شاہ رتڑ چھتڑ والوں کے خلیفہ تھے اور ان سے میرے والد صاحب مرحوم کے، جبکہ والد صاحب گجرات میں بندوبست میں ملازم تھے، سید امام علی شاہ صاحب سے بہت عمدہ تعلقات قائم ہو گئے تھے۔رحیم بخش صاحب سے جب میں نے اس تعلق کا اظہار کیا تو وہ بہت خوش ہوئے۔میں نے اُن سے کتابیں طلب کیں۔انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ ہمارے ہو کر مرزا صاحب کے ساتھ کس طرح ہیں۔میں نے کہا کہ ان وہابیوں کی شکست ہماری فتح ہے۔کہنے لگے یہ بات تو ٹھیک ہے۔چنانچہ انہوں نے کتابیں دے دیں۔وہ بھی لا کر میں نے حضور کو دے دیں۔صحیح بخاری ابھی تک نہ ملی تھی۔پھر حبیب الرحمن صاحب مرحوم جو اسی اثناء میں حاجی پور سے دہلی آ گئے تھے تو وہ اور میں مدرسہ شاہ عبدالعزیز میں گئے۔اور اس مدرسہ کے پاس میرے ماموں حافظ محمد صالح صاحب صدر قانون گو دہلی کا مکان تھا۔وہاں جا کر ہم نے بخاری شریف کا آخری حصہ دیکھنے کیلئے مانگا۔انہوں نے دے دیا اور ہم لے آئے۔مولوی بشیر احمد صاحب مباحثہ کیلئے آ گئے۔ایک بڑا لمبا دالان تھا جس میں ایک کوٹھڑی تھی۔اس کوٹھڑی میں مولوی عبدالکریم صاحب اور عبد القدوس غیر احمدی ایڈیٹر صحیفہ قدسی اور ہم لوگ بیٹھے تھے۔مولوی بشیر احمد آ گئے۔ظاہراً بڑے خضر صورت تھے اور حضرت صاحب سے بڑے ادب اور تعظیم سے ملے اور معانقہ کیا اور بیٹھ گئے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ کوئی ہار جیت کا معاملہ نہیں۔یہیں بیٹھے ہوئے آپ سوال کریں۔میں جواب دوں۔بات طے ہو جائے۔مگر اس کو یہ حوصلہ نہ ہوا کہ حضور کے سامنے بیٹھ کر سوال و جواب کر سکتا۔اُس نے اجازت چاہی کہ دالان میں ایک گوشہ میں بیٹھ کر لکھ لے۔دالان میں بہت سے آدمی مع علی جان والوں کے بیٹھے تھے۔ حضور نے فرمایا۔بہت اچھا۔سو وہ سوالات جو اپنے گھر سے لکھ کر لایا تھا ایک شخص سے نقل کرانے لگا۔وہ بھی میرا واقف تھا۔مجدد علی خان اس کا نام تھا۔میں نے ان سے کہا کہ حضرت صاحب خالی بیٹھے ہوئے ہیں۔ جب آپ سوال لکھ کر لائے ہیں تو دے دیں تاکہ حضور جواب لکھیں۔وہ کہنے لگے کہ یہ تو نوٹ ہیں۔حالانکہ وہ حرف بحرف نقل کرا رہے تھے۔دہلی والوں نے میرے خلاف شور کیا کہ آپ کیوں اس بارہ میں دخل دیتے ہیں۔مجھے مولوی عبدالکریم صاحب نے آواز دی کہ آپ یہاں آجائیں۔میں چلا گیا۔لیکن تھوڑی دیر میں اٹھ کر میں مولوی بشیر احمد صاحب کے پاس چلا گیا کہ دیکھوں انہوں نے ختم کیا ہے یا نہیں۔میں نے کہا مولوی صاحب پسے ہوئے کو پیسنا یہ کوئی دانائی ہے؟ پھر مجھے مولوی عبدالکریم صاحب نے آوازیں دیں کہ تم یہاں آجاؤ۔میں پھر چلا گیا۔حضرت صاحب نے فرمایا آپ کیوں جاتے ہیں۔تیسری دفعہ میں پھر اُٹھ کر چلا گیا۔پھر حضرت صاحب اوپر اُٹھ کر چلے گئے۔اور میرے متعلق کہا کہ یہ بہت جوش میں ہیں۔جب وہ لکھ چکیں تو مجھے بھیج دینا۔پھر جب وہ اپنا مضمون تیار کر چکے تو ہم نے حضرت صاحب کے پاس پہنچا دیا۔آپ نے مجھے فرمایا کہ تم یہیں کھڑے رہو۔دو ورقہ جب تیار ہوجائے۔تو نقل کرنے کیلئے دوستوں کو دے دینا۔

میں نے دیکھا کہ حضور نے اس مضمون پر صفحہ وار ایک اُچٹتی نظر ڈالی۔انگلی پھیرتے رہے اور پھر ورق الٹ کر اُس پر بھی انگلی پھیرتے ہوئے نظر ڈال لی۔ اسے علیحدہ رکھ دیا۔ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پڑھا نہیں۔ محض ایک سرسری نگاہ سے دیکھا ہے اور جواب لکھنا شروع کیا۔جب دو ورقہ تیار ہو گیا تو میں نیچے نقل کرنے کیلئے دے آیا۔دو ورقہ کو ایک ایک ورق کر کے ایک مولوی عبدالکریم صاحب نے نقل کرنا شروع کیا اور ایک عبدالقدوس نے۔اس طرح میں اوپر سے جب دو ورقہ تیار ہوتا لے آتا اور یہ نقل کرتے رہتے۔حضرت صاحب اس قدر جلدی لکھ رہے تھے کہ ایک دو ورقہ نقل کرنے والوں کے ذمہ فاضل رہتا تھا۔عبدالقدوس جو خود بہت زود نویس تھا حیران ہو گیا۔اور ہاتھ لگا کر سیاہی کو دیکھنے لگا کہ پہلے کا تو لکھا ہوا نہیں۔میں نے کہا کہ اگر ایسا ہو تو یہ ایک عظیم الشان معجزہ ہے کہ جواب پہلے سے لکھا ہو۔

غرض اس طرح جھٹ پٹ آپ نے جواب لکھ دیا اور ساتھ ہی اسکی نقل بھی ہوتی گئی۔میں نے مولوی بشیر احمد کو وہ جواب دے دیا کہ آپ اس کا جواب لکھیں۔اس نے کہا کہ میں حضرت صاحب سے ملنا چاہتا ہوں۔ہم نے تو نہیں مگر کسی نے حضرت صاحب کو اطلاع کر دی کہ مولوی بشیر احمد صاحب ملنا چاہتے ہیں۔حضور فوراً تشریف لے آئے اور مولوی بشیر احمد صاحب نے کہا کہ اگر آپ اجازت فرمائیں تو میں کل کو جواب لکھ لاؤں گا۔آپ نے خوشی سے اجازت دے دی۔حضرت صاحب تو اوپر تشریف لے گئے۔مگر ہم ان کے پیچھے پڑ گئے کہ یہ کوئی بحث ہے۔اس طرح تو آپ بھوپال میں بھی کر سکتے تھے۔جب بہت کش مکش اس بارہ میں ہوئی تو دہلی والوں نے کہا کہ جب مرزا صاحب اجازت دے گئے ہیں تو آپ کو روکنے کا کیا حق ہے۔ہم تو خود سمجھ گئے ہیں کہ یہ بالمقابل بیٹھ کر بحث نہیں کر سکتے۔پھر ہم نے مولوی صاحب کو چھوڑ دیا۔آخری مباحثہ تک مولوی بشیر احمد صاحب کا یہی رویہ رہا۔کبھی انہوں نے سامنے بیٹھ کر نہیں لکھا۔ اجازت لے کر چلے جاتے۔ایک مولوی نے مولوی بشیر احمد صاحب کو کہا کہ بڑی بات آپ کی بحث میں نونِ ثقیلہ کی تھی مگر مرزا صاحب نے تو نون ثقیلہ کے پل باندھ دیئے۔

بحث ختم ہونے پر چلتے چلتے مولوی بشیر احمد ملنے آئے اور حضرت صاحب سے کہا میرے دل میں آپ کی بڑی عزت ہے۔آپ کو جو اس بحث کیلئے تکلیف دی ہے میں معافی چاہتا ہوں۔غرض کہ وہ حضرت صاحب کا بڑا ادب کرتے تھے۔

(1133) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ دہلی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام واپس تشریف لے گئے۔میں کتابیں واپس کرنے کیلئے ایک روز ٹھہر گیا۔جسے کتابیں دینے جاتا وہ گالیاں نکالتا۔مگر میں ہنس پڑتا۔اس پر وہ اور کوستے۔چونکہ ہمیں کامیابی ہوئی تھی اس لئے ان کی گالیوں پر بجائے غصے کے ہنسی آتی تھی اور وہ بھی بے اختیار۔

(1134) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ دہلی میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف فرما تھے۔تو ایک دن حضور شاہ ولی اللہ صاحب کے مزار پر تشریف لے گئے۔فاتحہ پڑھی اور فرمایا کہ یہ اپنے زمانے کے مجدد تھے۔

(1135) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں قادیان سے رخصت ہونے لگا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اجازت بھی دے دی۔پھر فرمایا کہ ٹھہر جائیں۔آپ دودھ کا گلاس لے آئے اور فرمایا یہ پی لیں۔شیخ رحمت اللہ صاحب بھی آ گئے۔پھر اُن کیلئے حضور دودھ کا گلاس لائے اور پھر نہر تک ہمیں چھوڑنے کیلئے تشریف لائے اور بہت دفعہ حضور نہر تک ہمیں چھوڑنے کیلئے تشریف لاتے تھے۔

(1136) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔رسول بی بی بیوہ حافظ حامد علی صاحب نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب جٹ مولوی فاضل مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ عادت تھی کہ جب کوئی آدمی آپ سے ملنے آتا اور آواز دیتا تو میں یا کوئی اور دوسرا آپ کو اطلاع دیتا کہ کوئی آپ کو ملنا چاہتا ہے تو آپ کی یہ حالت ہوتی کہ آپ فوراً باہر تشریف لے آتے۔

(سیرۃ المہدی، جلد 2، حصہ چہارم، مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

آپ اپنے اندر بھی نیک نمونے پیدا کریں
اور اپنے بچوں کی تربیت اور ان میں خلافت سے
گہری وابستگی اور محبت کی روح پیدا کرنے کی کوشش کریں

(پیغام بر موقع اجتماع لجنہ اماء اللہ ہالینڈ 2022)

طالب دعا : افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ جرمنی (اگست، ستمبر 2023ء)

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا چار سال کے وقفہ کے بعد جرمنی کے بابرکت دورہ کا آغاز

جرمنی پہنچنے پر بیت السبوح میں احباب جماعت کا اپنے پیارے آقا کا والہانہ استقبال

رپورٹ : مکرم عبدالماجد طاہر صاحب، ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن، یو.کے

27 اگست 2023ء بروز اتوار

اسلام آباد (یو.کے) سے روانگی

آج جرمنی کے سفر کیلئے روانگی کا دن تھا۔ قبل ازیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اکتوبر 2019ء میں جرمنی کا دورہ فرمایا تھا۔ پھر بعد ازاں COVID وبا کی وجہ سے گزشتہ سالوں میں جرمنی اور یورپ کے کسی بھی ملک کا سفر نہ ہو سکا تھا۔ اب چار سال کے وقفہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جرمنی کے سفر پر روانہ ہو رہے تھے۔

پروگرام کے مطابق صبح 10 بجکر 5 منٹ پر حضور انور اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے۔ حضور انور کو الوداع کہنے کیلئے صبح سے ہی احباب جماعت مرد و خواتین ایک بڑی تعداد میں رہائشی حصّہ کے بیرونی احاطہ میں جمع تھے۔ حضور انور جب باہر تشریف لائے تو ہر ایک نے اپنے پیارے آقا کا دیدار کیا اور شرف زیارت پایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اجتماعی دعا کروائی۔

بعد ازاں اسلام آباد (ٹلفورڈ) کی حدود سے پانچ گاڑیوں پر مشتمل قافلہ برطانیہ کے ایک ساحلی شہر Dover کی طرف روانہ ہوا۔ Dover برطانیہ کی ایک مشہور بندرگاہ ہے۔ لندن اور اسکے اردگرد کے علاقوں میں آباد لوگ یورپ کا سفر بذریعہ Ferries اِسی بندرگاہ سے کرتے ہیں۔ Dover شہر سے گیارہ میل قبل Folkstone کے علاقہ میں وہ مشہور Channel Tunnel ہے جو برطانیہ اور فرانس کے ساحلی علاقوں کو آپس میں ملاتی ہے۔ اس سرنگ کے ذریعہ کاریں اور دیگر بڑی گاڑیاں بذریعہ ٹرین فرانس کے ساحلی شہر Calais تک پہنچتی ہیں۔ آج اِسی Channel Tunnel کے ذریعہ سفر کا پروگرام تھا۔

اسلام آباد (ٹلفورڈ) سے مکرم رفیق احمد حیات صاحب (امیر جماعت یو.کے)، مکرم ڈاکٹر شبیر احمد بھٹی صاحب (نائب امیر یو.کے)، مکرم صدر صاحب مجلس انصار اللہ ڈاکٹر اعجاز الرحمٰن صاحب، مکرم عطاء القدوس صاحب ریجنل امیر، مکرم ناصر انعام صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ یو.کے، مکرم اخلاق احمد انجم صاحب (وکالت تبشیر) اور مکرم عبد القدوس عارف صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ یو.کے اپنی خدام کی سیکورٹی ٹیم کے ساتھ حضور انور کو الوداع کہنے کیلئے چینل ٹنل تک قافلہ کے ساتھ آئے تھے۔

قریباً ایک گھنٹہ چالیس منٹ کے سفر کے بعد 11 بجکر 45 منٹ پر چینل ٹنل آمد ہوئی۔ اسلام آباد سے ساتھ آنے والے احباب نے اپنے آقا کو الوداع کہا۔

بعد ازاں امیگریشن اور دیگر سفری امور کی تکمیل کے بعد کچھ وقت کیلئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سپیشل لاؤنج میں تشریف لے آئے۔

قریباً 1 بجکر 5 منٹ پر قافلہ کی گاڑیاں ٹرین پر بورڈ کی گئیں۔ ٹرین 1 بجکر 25 منٹ پر 140 کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے فرانس کے ساحلی شہر Calais کیلئے روانہ ہوئی۔

اِس سرنگ کی لمبائی 31 میل ہے۔ جس میں سے 24 میل کا حصّہ سمندر کی تہ کے نیچے ہے۔ اس سرنگ کا گہرا ترین حصّہ سمندر کی تہ سے 75 میٹر یعنی 250 فٹ نیچے ہے۔ اب تک کسی بھی سمندر کے نیچے بننے والی ٹنل میں سے یہ دنیا کی سب سے بڑی اور لمبی ٹنل ہے۔ قریباً 35 منٹ کے سفر کے بعد فرانس کے مقامی وقت کے مطابق دوپہر تین بجے فرانس کے شہر Calais پہنچے۔ فرانس کا وقت برطانیہ کے وقت سے ایک گھنٹہ آگے ہے۔ ٹرین رکنے کے بعد قریباً 3 منٹ کے وقفہ سے گاڑیاں ٹرین سے باہر آئیں اور موٹروے پر سفر شروع ہوا۔

پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق یہاں سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ایک پٹرول پمپ کے پارکنگ ایریا میں جماعت جرمنی سے آنے والے وفد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا استقبال کرنا تھا۔ جونہی قافلہ اس جگہ کے قریب پہنچا تو بغیر رُکے سفر آگے جاری رہا اور جرمنی سے آنے والی گاڑیوں میں سے ایک گاڑی نے قافلہ کو escort کیا۔ Calais سے قریباً 55 کلومیٹر کا سفر طے کرنے کے بعد فرانس کا بارڈر کراس کر کے بلجیم کی حدود میں داخل ہوئے اور مزید 53 کلومیٹر کا سفر طے کرنے کے بعد موٹروے پر ہی Brugge کے علاقہ میں واقع ایک ہوٹل میں نماز ظہر و عصر کی ادائیگی اور دوپہر کے کھانے کا انتظام جماعت جرمنی نے کیا ہوا تھا۔

4 بجے یہاں تشریف آوری ہوئی۔ جونہی حضور انور ایدہ اللہ گاڑی سے باہر تشریف لائے تو مکرم امیر صاحب جرمنی عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نے اپنے پیارے آقا کو ''اھلاً وسھلاً ومرحباً'' کہتے ہوئے خوش آمدید کہا۔

جرمنی سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے استقبال کیلئے اور یہاں کے جملہ انتظامات کیلئے آنے والے وفد میں امیر صاحب جرمنی کے علاوہ مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی، مکرم جری اللہ صاحب نیشنل جنرل سیکرٹری جرمنی، مکرم طارق ظفر صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی، مکرم ڈاکٹر اطہر زبیر صاحب، مکرم عبد اللہ سپراء صاحب اور مکرم انچارج صاحب سیکورٹی ٹیم اپنے خدام کے ساتھ اپنے پیارے آقا کے استقبال کیلئے موجود تھے۔

نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کیلئے ہوٹل کے ایک علیحدہ ہال میں انتظام کیا گیا تھا۔ حضور انور نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی اور دوپہر کے کھانے کے بعد یہاں سے آگے فرینکفرٹ کیلئے روانگی کا پروگرام تھا۔ روانگی سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت کچھ دیر کیلئے امیر صاحب جرمنی سے مختلف امور کے حوالہ سے گفتگو فرمائی۔ بعد ازاں قریباً ساڑھے پانچ بجے یہاں سے فرینکفرٹ (جرمنی) کیلئے روانگی ہوئی۔

راستہ میں آخن (Aachen) کے مقام پر بلجیم کا بارڈر کراس کر کے جرمنی میں داخل ہوئے اور مزید کچھ سفر کرنے کے بعد قریباً 7:15 بجے یہاں ایک ریسٹورنٹ کے پارکنگ ایریا میں کچھ دیر کیلئے رُکے۔ بعد ازاں بطرف فرینکفرٹ سفر جاری رہا اور اس طرح Calais سے فرینکفرٹ تک قریباً چھ صد کلومیٹر کا سفر طے کرنے کے بعد رات 10:30 بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جرمنی کے مرکز ''بیت السبوح'' میں ورود مسعود ہوا۔

بیت السبوح (جرمنی) میں والہانہ استقبال

بیت السبوح مرکز کو خوبصورت جھنڈیوں اور مختلف بینرز اور رنگ برنگی روشنیوں سے سجایا گیا تھا۔ بیت السبوح میں تشریف آوری کے بعد جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کار سے باہر تشریف لائے تو فرینکفرٹ شہر اور اسکے اردگرد کی جماعتوں اور جرمنی کے بعض مختلف شہروں سے آئے ہوئے احباب جماعت مرد و خواتین اور بچوں بچیوں نے اپنے پیارے آقا کا بڑے والہانہ انداز میں استقبال کیا۔ فرطِ عقیدت اور محبّت سے ہر طرف ہاتھ بلند تھے اور اھلاً وسھلاً و مرحبا کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔ ایک طرف احباب بڑے پُر جوش انداز میں نعرے بلند کرتے ہوئے اپنے آقا کو خوش آمدید کہہ رہے تھے تو دوسری طرف خواتین شرف زیارت سے فیضیاب ہو رہی تھیں اور بچے بچیاں خوبصورت لباس میں ملبوس مختلف گروپس کی صورت میں خیر مقدمی دعائیہ نظمیں پڑھ رہی تھیں۔

مکرم خواجہ مبشر احمد صاحب لوکل امیر، مکرم حیدر علی ظفر صاحب مبلغ سلسلہ اور مکرم مبشر احمد بٹ صاحب مربی سلسلہ فرینکفرٹ نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔

اپنے پیارے آقا کا استقبال کرنے والے یہ احباب فرینکفرٹ شہر کے مختلف علاقوں کے علاوہ مندرجہ ذیل شہروں اور جماعتوں سے آئے تھے۔

ہمبرگ	ویز بادن
میونخ	گروس گیراؤ
کوبلنز	Dietzenbach
Calw	Morfelden
Riedstadt	Friedberg
Waldshot	Darmstadt
Limburg	Offenbach
Mainz	Hannover
Dresder	Russelsheim
Fulda	Raunheim
Chemnitz	Augsburg
Dortmurd	Bensheim
Kiel	Delmerhorst
Leipeig	Oberursel

اپنے پیارے آقا کے استقبال کیلئے بعض احباب اور فیمیلیز بڑے لمبے سفر طے کر کے بیت السبوح پہنچی تھیں۔ Calw سے آنے والے دو صد کلومیٹر، Augsburg سے آنے والے 206 کلومیٹر، Hannover کی جماعت سے آنے والے احباب 347 کلومیٹر جب کہ Munchen (میونخ)، Leipeig، Waldshot اور Chemritz کی جماعتوں سے آنے والے چار صد کلومیٹر، Delmerhorst سے آنے والے 430 کلومیٹر، Dresder سے آنے والے 450 کلومیٹر، ہمبرگ سے آنے والے احباب 500 کلومیٹر اور Kiel سے آنے والے احباب 600 کلومیٹر کا لمبا سفر طے کر کے اپنے آقا کے استقبال کیلئے پہنچے تھے۔

جلسہ سالانہ میں شرکت کیلئے بیرونی ممالک سے مہمانوں اور وفود کی آمد کا سلسلہ جاری ہے۔ اب تک پاکستان، ارجنٹائن، انڈیا، پولینڈ، ایران، آذربائیجان، قزاقستان، سربیا، نائیجیریا، غانا، مالی، کروشیا، ٹوگو بورکینا فاسو اور مسیڈونیا سے آنے والے وفود اور احباب بھی استقبال کرنے والوں میں شامل تھے۔

استقبال کرنے والوں کی مجموعی تعداد چار ہزار سے زائد تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور دو رویہ کھڑے اپنے عشاق کے ہجوم کے درمیان سے گزرتے ہوئے اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

10 بجکر 55 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے رہائشی حصّہ میں تشریف لے گئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے استقبال کیلئے جرمنی کی مختلف جماعتوں اور بیرونی ممالک سے جو احباب پہنچے تھے ان سبھی نے اپنے پیارے آقا کی اقتدا میں نماز مغرب وعشاء ادا کرنے کی سعادت پائی۔ ان میں سے ایک بڑی تعداد ایسے خوش قسمت احباب اور نوجوانوں کی تھی جو گذشتہ تین چار سال کے دوران پاکستان سے کسی ذریعہ سے یہاں تک پہنچے تھے اور ان کی زندگی میں اپنے پیارے آقا کی اقتدا میں یہ پہلی نماز تھی۔ ان کے جذبات کی کیفیت بیان سے باہر ہے۔ یہ سبھی لوگ اپنی اس سعادت کے حصول پر بے حد خوش تھے اور ان انتہائی مبارک اور بابرکت لمحات سے فیضیاب ہو رہے تھے۔ جو ان کی زندگیوں میں پہلی مرتبہ آئے تھے اور ان پیاسی روحوں کی تشنگی دور کر رہے تھے۔

اپنے پیارے آقا کی اقتدا میں نماز ادا کرنے والوں کی تعداد بھی چار ہزار کے لگ بھگ تھی۔ بیت السبوح کے چاروں ہال نمازیوں سے بھرے ہوئے تھے اسی طرح بیرونی احاطہ بھی نمازیوں سے بھرا ہوا تھا، ان ہالوں کے پیچھے اور دائیں بائیں بیرونی احاطہ میں جس کو جہاں جگہ ملی اُس نے غنیمت جانا۔ جس کو صرف اتنی جگہ ملی کہ وہ صرف کھڑا ہو سکتا تھا تو اس نے کھڑے ہو کر نماز ادا کی۔

آج بیت السبوح میں عید کا سماں تھا۔ سارا ماحول خوشیوں اور مسرّتوں سے بھرا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ یہ برکتیں اور سعادتیں ہم سب کیلئے مبارک کرے اور ہماری آئندہ نسلیں اور اولادیں بھی ان انعامات اور الٰہی فیوض سے ہمیشہ فیض پاتی رہیں۔ (آمین)

(باقی آئندہ)

......☆......☆......☆......

میں تو وہی بات کہوں گا جو درست ہے اور اسلامی تعلیمات کے مطابق ہے، اور وہ صرف میری رائے نہیں ہوگی بلکہ اس کے مطابق ہوگی جو جماعتی فتویٰ ہوگا

انسان کی نیکی اگر لوگوں پر خود بخود ظاہر ہو جائے تو اس میں گھبرانے اور حیلے بہانے سے اس نیکی کو چھپانے کی ضرورت نہیں
بلکہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتے رہنا چاہئے کہ وہ اسے شیطان کے حملہ سے محفوظ رکھے

رمضان کے جو روزے بوجہ حیض نہ رکھے جا سکیں، انہیں بعد میں پورا کر لینا کافی ہے، ان روزوں کے چھوٹ جانے سے فدیہ واجب نہیں ہوتا
باقی جو روزے کسی عذر کی وجہ سے چھوٹ جائیں انہیں بعد میں پورا کرنا ضروری ہے یہی قرآنی حکم ہے
اگر کوئی شخص ایسے عذر میں مبتلا ہو جائے کہ وہ بعد میں بھی ان روزوں کی ادائیگی نہ کر سکتا ہو تو ایسے شخص کیلئے اللہ تعالیٰ نے بصورت استطاعت فدیہ کی ادائیگی کا ارشاد فرمایا ہے

اگر کسی نے دیدہ دانستہ روزے نہیں رکھے تو پھر اس پر قضا نہیں، جیسے جان بوجھ کر چھوڑی ہوئی نماز کی قضا نہیں
وہ جب توبہ کریگا اس کے اعمال نئے سرے سے شروع ہوں گے، اگر اس نے بھول کر روزے نہیں رکھے یا اجتہادی غلطی کی بناء پر
اس نے روزے نہیں رکھے تو اس کیلئے بہتر ہے کہ وہ روزے رکھے خواہ وہ روزے کتنے ہی دُور کے ہوں وہ دوبارہ رکھے جا سکتے ہیں

سونے یا چاندی کے دانت اگر فکس نہیں اور آسانی سے نکل سکتے ہیں تو ایسے دانت میت کے منہ سے نکالنے میں کوئی ہرج کی بات نہیں
لیکن اگر دانت فکس ہیں جیسا کہ آجکل Implant کروائے جاتے ہیں، جو پیچوں کے ساتھ منہ میں فکس کر دیے جاتے ہیں
ایسے دانتوں کا نکالنا مشکل ہوتا ہے اور نکالنے سے میت کی بظاہر بے حرمتی ہونے کا بھی امکان ہوتا ہے، اس لیے انہیں نہیں نکالنا چاہئے

بیوٹی پارلر کا کاروبار کرنا یا اس میں کام کرنا دونوں جائز ہیں، شرعاً اس کے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے بشرطیکہ اس میں شرعی امور کا خیال رکھا جائے

عید الفطر کے موقع پر بھی عید والے دن صبح سے نماز عید تک تکبیرات پڑھنی چاہئیں

اگر کسی والد نے اپنے بچے کی پرورش میں کوئی حصہ نہ لیا ہو تو وہ اللہ کے حضور جوابدہ ہے
لیکن جہاں تک دنیوی امور کا تعلق ہے بچے کی دستاویزات میں شرعی لحاظ سے والد کا نام ہی درج ہوگا

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط:56)

سوال: کینیڈا سے ایک مربی صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں نفلی نیکی کو لوگوں سے چھپانے کے بارے میں سوال کرتے ہوئے لکھا ہے، مجھے اس بارے میں فتویٰ نہیں بلکہ حضور کی ذاتی رائے چاہئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 11؍مئی 2022ء میں اس بارے میں درج ذیل ہدایات فرمائیں۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: بنیادی چیز تو یہ ہے کہ آپ ایک مربی سلسلہ ہو کر ایسی بات کہہ رہے ہیں کہ آپ کو فتویٰ نہیں بلکہ میری ذاتی رائے چاہئے۔ میں تو وہی بات کہوں گا جو درست ہے اور اسلامی تعلیمات کے مطابق ہے، اور وہ صرف میری رائے نہیں ہوگی بلکہ اس کے مطابق ہوگی جو جماعتی فتویٰ ہوگا۔

باقی جہاں تک آپ کے سوال کے جواب کا تعلق ہے تو اسلام نے دوسروں کے معاملہ میں تجسس اور جستجو کرنے سے منع فرمایا ہے۔ پس جو کوئی خدا تعالیٰ کی خاطر روزہ رکھتا ہے خواہ وہ نفلی روزہ ہو یا بعد میں فرض روزوں کی گنتی پورا کر رہا ہو، کسی دوسرے شخص کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ اسکے اس معاملہ میں کرید کرید کر پوچھے کہ اس نے کس قسم کا روزہ رکھا ہے۔

علاوہ ازیں اسلام نے اپنے متبعین کو چھپا کر اور دکھا کر دونوں طرح سے ہی نیکیاں بجالانے کا حکم دیا ہے اور مختلف اسلامی عبادات انسان کے ظاہری اور پوشیدہ دونوں قسم کے افعال پر مشتمل ہیں اور ان دونوں طرح کی نیکیوں کے اپنی اپنی جگہ کئی فوائد ہیں۔ چنانچہ مالی قربانیوں کے تعلق میں اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: جو لوگ اپنے مال رات اور دن پوشیدہ (بھی) اور ظاہر (بھی) (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے رہتے ہیں ان کیلئے ان کے رب کے پاس ان کا اجر (محفوظ) ہے۔ نیز فرمایا اگر تم علی الاعلان صدقات دو تو یہ (بھی) بہت اچھا (طریق) ہے اور اگر تم وہ (صدقات) چھپا کر غریبوں کو دو تو یہ تمہارے (نفس کے) لیے زیادہ اچھا ہے۔ (سورۃ البقرہ:275،276)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان ظاہری اور پوشیدہ دونوں طرح کی نیکیوں کو بجالانے کے قرآنی حکم کا انجیل کی تعلیم سے موازنہ اور اس قرآنی تعلیم کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: انجیل میں کہا گیا ہے کہ تم اپنے نیک کاموں کو لوگوں کے سامنے دکھلانے کیلئے نہ کرو مگر قرآن کہتا ہے کہ تم ایسا مت کرو کہ اپنے سارے کام لوگوں سے چھپاؤ بلکہ تحسبِ مصلحت بعض اپنے نیک اعمال پوشیدہ طور پر بجالاؤ جب کہ تم دیکھو کہ پوشیدہ کرنا تمہارے نفس کیلئے بہتر ہے اور بعض اعمال دکھلا کر بھی کرو جب کہ تم دیکھو کہ دکھلانے میں عام لوگوں کی بھلائی ہے تا تمہیں دو بدلے ملیں اور تا کمزور لوگ کہ جو ایک نیکی کے کام پر جرأت نہیں کر سکتے وہ بھی تمہاری پیروی سے اُس نیک کام کو کرلیں۔ غرض خدا نے جو اپنے کلام میں فرمایا۔ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً یعنی پوشیدہ بھی خیرات کرو اور دکھلا دکھلا کر بھی۔ ان احکام کی حکمت اُس نے خود فرما دی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ نہ صرف قول سے لوگوں کو سمجھاؤ بلکہ فعل سے بھی تحریک کرو کیونکہ ہر ایک جگہ قول اثر نہیں کرتا بلکہ اکثر جگہ نمونہ کا بہت اثر ہوتا ہے۔ (کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 31،32)

پس نیک کام بجالانے والے کی نیت اگر نیک ہو کہ اس کی اس ظاہر کی جانے والی نیکی سے دوسروں کو بھی تحریک پیدا ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کہ انسانی اعمال کے ثواب و عقاب کا دارومدار نیکی بجالانے والے کی نیت پر منحصر ہے (صحیح بخاری، کتاب بدء الوحی) کی روشنی میں انسان کی نیکی اگر لوگوں پر خود بخود ظاہر ہو جائے تو اس میں گھبرانے اور حیلے بہانے سے اس نیکی کو چھپانے کی ضرورت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتے رہنا چاہئے کہ وہ اسے شیطان کے حملہ سے محفوظ رکھے اور اس میں ریا اور دکھاوا پیدا ہونے کی بجائے عاجزی اور انکساری پیدا ہو اور اس کی اس ظاہری نیکی سے دوسروں کو بھی نیکیاں بجالانے کی توفیق ملے اور ان کی نیکیوں میں بھی وہ ثواب کا حصہ دار بنے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے إِنَّ الدَّالَّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهِ (سنن ترمذی کتاب العلم باب مَا جَاءَ الدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهِ) یعنی نیکی کا راستہ بتانے والا اس پر عمل کرنے والے ہی کی طرح ہوتا ہے۔

سوال: انڈیا سے ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں خدا تعالیٰ سے کیے جانے والے وعدوں اور رمضان کے روزوں کے حوالہ سے اپنی مختلف غلطیوں اور کوتاہیوں کو بیان کر کے ان غلطیوں کے کفارہ اور ان گناہوں کی معافی کے حوالہ سے راہنمائی چاہی۔ نیز لکھا کہ گذشتہ خط میں لکھنے والی پچاس ہزار روپے کی رقم کا مقصد اسے فدیہ میں دینا نہیں تھا؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 11؍مئی 2022ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: آپ نے جن غلطیوں کا ذکر کیا ہے اور جو فرائض چھوڑے یا انہیں پورا نہیں کیا یا جان بوجھ کر فرض روزوں کو توڑا ہے تو ان تمام امور کا تعلق حقوق اللہ سے ہے، جو اللہ تعالیٰ ہی معاف فرما سکتا ہے۔ اور اس کا مداوا اللہ تعالیٰ کے حضور سچی توبہ کرتے ہوئے جھکے رہنا اور اپنی غلطیوں پر اس کے حضور مسلسل استغفار کرتے رہنا ہے۔ اور جیسا کہ آپ نے لکھا کہ آپ کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، لہٰذا توبہ اور مسلسل استغفار کے ساتھ اگر آپ ان فرائض (یعنی رمضان کے جو روزے نہیں رکھے یا جان بوجھ کر انہیں پورا نہیں کیا یا انہیں توڑا ہے) کو تھوڑا

تھوڑا کر کے ادا کر سکتے ہیں تو اس کی طرف بھی آپ کو توجہ کرنی چاہئے۔ اسی طرح اگر آپ اپنی ان غلطیوں اور کوتاہیوں کے کفارہ کے طور پر کچھ رقم فدیہ کے طور پر بھی ادا کرنا چاہتے ہیں تو صدقہ و خیرات کے طور پر آپ کو یہ بھی کرنا چاہئے۔

آپ کی سابقہ کوتاہیوں اور غلطیوں کو معاف کرنے، آپ کی اب بجالائی جانے والی نیکیوں، آپ کی توبہ، استغفار اور صدقات و خیرات کو قبول کرنے کا اختیار تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔ ہاں ہم قرآنی تعلیمات، آنحضور ﷺ کے ارشادات اور آپ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بتائی ہوئی نصائح کے تحت صرف دعا کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عقل دے، آپ کی خلوص دل سے کی گئی کوششوں میں برکت ڈالے، آپ کی توبہ و استغفار پر رحمت کی نظر ڈالتے ہوئے انہیں قبول فرمائے اور آئندہ ہر قسم کے شیطانی حملوں سے محفوظ رکھتے ہوئے آپ کو اپنے عبادت گزار بندوں میں شامل فرمائے۔ آمین

سوال: اردن سے ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے دریافت کیا کہ کیا حائضہ عورت پر روزے نہ رکھنے کا فدیہ واجب ہے؟ کسی عذر کی وجہ سے جو روزے چھوٹ جائیں، کیا انہیں ہر حال میں پورا کرنا ضروری ہے یا معین مدت کے بعد ایسے روزے ساقط ہو جاتے ہیں، جیسے اگر کوئی مریض ہو اور دو سال روزے نہ رکھ سکے تو کیا صحت یاب ہونے پر گذشتہ سارے روزے رکھنے ضروری ہیں؟ حاملہ اور مرضعہ جو دو سال یا اس سے زائد عرصہ رمضان کے روزے نہیں رکھ سکتی وہ یہ روزے کیسے رکھے گی؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 16 مئی 2022ء میں اس سوال کے بارے میں درج ذیل ارشادات فرمائے۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: حیض کا آنا عورت کی جسمانی حالت کا ایک حصہ ہے اور قرآن کریم نے اسے عورت کیلئے ایک تکلیف کی حالت قرار دیا ہے۔ (سورۃ البقرہ:223) اس حالت میں اللہ تعالیٰ نے عورت کو ہر قسم کی عبادت سے رخصت دی ہے اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی رخصت سے فائدہ اٹھانا حقیقی اطاعت اور موجب ثواب ہے۔ پس رمضان کے جو روزے بوجہ حیض نہ رکھے جاسکیں، انہیں بعد میں پورا کر لینا کافی ہے، ان روزوں کے چھوٹ جانے سے فدیہ واجب نہیں ہوتا۔ لیکن اگر کوئی عورت فدیہ دینے کی طاقت رکھتی ہو اور اپنی خوشی سے ایک زائد نیکی کے طور پر فدیہ بھی دینا چاہے تو اس میں روک کوئی نہیں ہے۔ کیونکہ فدیہ کی ایک وجہ روزوں کی توفیق کا ملنا بھی ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایک بار میرے دل میں آیا کہ یہ فدیہ کس کیلئے مقرر ہے تو معلوم ہوا یہ اس لئے ہے کہ اس سے روزہ کی توفیق ملے۔ (الحکم نمبر 44، جلد 6، مورخہ 10 دسمبر 192، صفحہ 9)

باقی جو روزے کسی عذر کی وجہ سے چھوٹ جائیں انہیں بعد میں پورا کرنا ضروری ہے کیونکہ یہی قرآنی حکم ہے جیسا کہ فرمایا کہ تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو (اس حال میں) دیکھے (کہ نہ مریض ہو نہ مسافر) اسے چاہئے کہ وہ اس کے روزے رکھے اور جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو اس پر اور دنوں میں تعداد (پوری کرنی واجب) ہوگی۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا، اور (یہ حکم اس نے اس لئے دیا ہے کہ تم تنگی میں نہ پڑو اور) تا کہ تم تعداد کو پورا کر لو۔ (البقرۃ:186)

لہٰذا عذر کے دور ہونے پر رمضان کے روزوں کی قضا لازمی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص ایسے عذر میں مبتلا ہو جائے کہ وہ بعد میں بھی ان روزوں کی ادائیگی نہ کر سکتا ہو تو ایسے شخص کیلئے اللہ تعالیٰ نے بصورت استطاعت فدیہ کی ادائیگی کا ارشاد فرمایا ہے۔ جیسا کہ فرمایا اور ان لوگوں پر جو اس (یعنی روزہ) کی طاقت نہ رکھتے ہوں (بطور فدیہ) ایک مسکین کا کھانا دینا (بشرط استطاعت) واجب ہے۔ (البقرہ:185)

عذر ختم ہونے پر روزوں کی ادائیگی کرنے نیز فدیہ کی ادائیگی کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: صرف فدیہ تو شیخ فانی یا اس جیسوں کے واسطے ہو سکتا ہے جو روزہ کی طاقت کبھی بھی نہیں رکھتے۔ ورنہ عوام کے واسطے جو صحت پا کر روزہ رکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں صرف فدیہ کا خیال کرنا اباحت کا دروازہ کھول دینا ہے۔ جس دین میں مجاہدات نہ ہوں وہ دین ہمارے نزدیک کچھ نہیں۔ اس طرح سے خدا تعالیٰ کے بوجھوں کو سر پر سے ٹالنا سخت گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ میری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں ان کو ہی ہدایت دی جاوے گی۔ (اخبار بدر نمبر 43، جلد نمبر 6 مورخہ 24 اکتوبر 1907ء، صفحہ نمبر 3)

پس خلاصہ کلام یہ کہ کسی عذر کی بنا پر اگر رمضان کے کچھ روزے رہ جائیں تو عذر کے دور ہونے پر ان روزوں کو بعد میں پورا کیا جائے، اور اگر توفیق ہو تو ان روزوں کے رمضان میں نہ رکھ سکنے پر فدیہ بھی ادا کر دیا جائے۔

اگر کسی کو ان روزوں کی کبھی بھی ادائیگی کی طاقت نہ ہو تو لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (البقرہ:287) یعنی اللہ تعالیٰ کسی جان پر اس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا، کے تحت ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے حضور معذور متصور ہوگا اور اگر اسے ان روزوں کے بدلہ میں فدیہ دینے کی طاقت ہو تو فدیہ ادا کر دے اور اگر فدیہ کی بھی طاقت نہ ہو تو اس معاملہ میں بھی وہ اللہ تعالیٰ کے حضور معذور ہی شمار ہوگا۔ حاملہ اور مرضعہ کیلئے بھی یہی حکم ہوگا۔

اگر کسی شخص کے ایک سال کے رمضان سے زیادہ رمضان کے مہینوں کے روزے کسی جائز عذر کی وجہ سے رہ گئے ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ اس عذر کے دور ہونے پر اسے روزوں کی توفیق عطا فرما دے تو وہ جس قدر ان چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا کر سکتا ہو اسے تھوڑے تھوڑے کر کے ان روزوں کو رکھ لینا چاہئے۔ ایک سال کے رمضان سے زیادہ رہ جانے والے روزوں کی قضا کے بارے میں مختلف نظریات ہیں۔ بعض فقہاء کا خیال ہے کہ پچھلے سالوں کے چھوٹ جانے والے روزے دوسرے سال نہیں رکھے جاسکتے۔ جبکہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد اس سے مختلف ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں: میں جماعت کو یہ نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ جن دوستوں نے رمضان کے سارے روزے نہیں رکھے وہ بعد میں روزے رکھیں اور ان کو پورا کریں۔ خواہ وہ روزے غفلت کی وجہ سے رہ گئے ہوں یا وہ روزے بیماری یا سفر کی وجہ سے رہ گئے ہوں۔ اسی طرح اگر گذشتہ سالوں میں ان سے کچھ روزے غفلت یا کسی شرعی عذر کی وجہ سے رہ گئے ہوں تو ان کو بھی پورا کرنے کی کوشش کریں تا خدا تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے سے پہلے پہلے وہ صاف ہو جائیں۔ بعض فقہاء کا یہ خیال ہے کہ پچھلے سال کے چھوٹے ہوئے روزے دوسرے سال نہیں رکھے جاسکتے۔ لیکن میرے نزدیک اگر کوئی لاعلمی کی وجہ سے روزے نہیں رکھ سکا تو لاعلمی معاف ہو سکتی ہے۔ ہاں اگر اس نے دیدہ دانستہ روزے نہیں رکھے تو پھر اس پر قضاء نہیں، جیسے جان بوجھ کر چھوڑی ہوئی نماز کی قضا نہیں۔ لیکن اگر اس نے بھول کر روزے نہیں رکھے یا اجتہادی غلطی کی بناء پر اس نے روزے نہیں رکھے تو میرے نزدیک وہ دوبارہ رکھ سکتا ہے۔ اور اس کیلئے بہتر ہے کہ وہ روزے رکھے۔ ہاں اگر وہ روزہ رکھ سکتا تھا اور اس نے جان بوجھ کر روزہ نہیں رکھا تو اس پر کوئی قضا نہیں۔ وہ جب توبہ کرے گا اسکے اعمال نئے سرے سے شروع ہوں گے۔ لیکن اگر اس نے غفلت کی وجہ سے روزے نہیں رکھے یا کسی اجتہادی غلطی یا بیماری کی وجہ سے روزے نہیں رکھے تو میرے نزدیک خواہ وہ روزے کتنے ہی دور کے ہوں وہ دوبارہ رکھے جا سکتے ہیں۔ (الفضل نمبر 55، جلد 50، 51 مورخہ 8 مارچ 1961ء صفحہ 2،3)

سوال: اردن کے اسی دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ ایک دوست نے ہماری ویب سائٹ پر یہ سوال بھجوایا ہے کہ کیا اپنے بھائی کی مطلقہ سے شادی کرنا جائز ہے؟ اگر کسی نے سونے کا دانت لگوایا ہو تو اس کی وفات کے بعد اس دانت کو نکالنا جائز ہے؟ کیا عورتوں کیلئے بیوٹی پارلر کھولنا جائز ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 6 جون 2022ء میں ان سوالات کے درج ذیل جواب عطا فرمائے۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کیلئے قرآن کریم کی سورۃ النساء آیات 23 تا 24 میں جن عورتوں سے نکاح کی ممانعت فرمائی ہے، ان عورتوں میں بھائی کی بیوہ یا مطلقہ سے نکاح کی کوئی ممانعت نہیں فرمائی۔ اسی طرح حدیث میں بھی حضور ﷺ نے بھائی کی بیوہ یا مطلقہ سے نکاح کرنے سے منع نہیں فرمایا۔ پس بھائی کی بیوہ سے یا اگر بھائی اپنی بیوی کو طلاق دے دے اور قرآن کریم میں بیان عدت کا عرصہ گزر جائے تو ایسی عورت سے اس کے سابقہ خاوند کے بھائی کا نکاح کر لینا جائز ہے، اس میں کوئی ممانعت نہیں۔

(2) سونے یا چاندی کے دانت اگر فکس نہیں اور آسانی سے نکل سکتے ہیں تو ایسے دانت میت کے منہ سے نکالنے میں کوئی ہرج کی بات نہیں۔ عموماً لوگ نکال لیتے ہیں۔ جیسے دانتوں کا مصنوعی ڈینچر بھی مردہ کے منہ سے عموماً نکال دیا جاتا ہے۔ لیکن اگر دانت فکس ہیں جیسا کہ آجکل Implant کروائے جاتے ہیں، جو ہڈیوں کے ساتھ منہ میں فکس کر دیے جاتے ہیں، ایسے دانتوں کا نکالنا مشکل ہوتا ہے اور نکالنے سے میت کی بظاہر بے حرمتی ہونے کا بھی امکان ہوتا ہے، اس لیے انہیں نہیں نکالنا چاہئے۔

(3) بیوٹی پارلر کا کاروبار کرنا یا اس میں کام کرنا دونوں جائز ہیں۔ شرعاً اسکے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے بشرطیکہ اس میں شرعی امور کا خیال رکھا جائے۔ مردوں اور عورتوں کا اختلاط نہ ہو، پارلر میں کام کرنے والی بھی عورتیں ہوں اور بناؤ سنگھار کروانے والی بھی عورتیں ہی ہوں۔ پردے کا پوری طرح سے اہتمام کیا جائے۔ صرف چہرہ یا جسم کے ایسے اعضاء کا بناؤ سنگھار ہو جن کے بناؤ سنگھار سے بے پردگی نہ ہو۔

سوال: یوکے سے ایک مربی صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے دریافت کیا کہ عید الفطر کے موقع پر بھی عید گاہ یا مسجد آتے ہوئے بلند آواز میں تکبیرات پڑھی جاسکتی ہیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 8 جون 2022ء میں اس مسئلہ کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: عید الفطر اور عید الاضحیہ دونوں مواقع پر تکبیرات پڑھنا آنحضور ﷺ سے ثابت ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عید الاضحیہ پر 9 ذی الحجہ کی فجر کے بعد سے 13 ذی الحجہ کی نماز عصر کے بعد تک یہ تکبیرات پڑھی جاتی ہیں۔ (سنن دار قطنی، کتاب العیدین، باب 1، حدیث 1754) جبکہ عید الفطر پر آنحضورؐ اور صحابہؓ کا معمول تھا کہ آپ عید کی صبح نماز عید کیلئے گھر سے نکلنے پر تکبیرات کہنا شروع کرتے اور عید کی نماز شروع ہونے تک تکبیرات کہا کرتے تھے۔ لیکن نماز عید کے بعد تکبیرات نہیں کہی جاتی تھیں۔ (سنن دار قطنی کتاب العیدین، باب 1، حدیث 1733 مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب صلاۃ العیدین، باب التکبیر اذا خرج الی العید) یہی ہمارا طریق ہے اور اسی لیے کچھ عرصہ قبل میں نے احباب جماعت کو یاد دہانی کیلئے ایک سرکلر بھی کروایا تھا کہ عید الفطر کے موقع پر بھی عید والے دن صبح سے نماز عید تک تکبیرات پڑھنی چاہئیں۔

سوال: جامعہ کینیڈا کے ایک طالبعلم نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا کہ اپنی شادی کی سند پر اپنے والد صاحب کے نام کی بجائے اپنی والدہ کا نام لکھوانا چاہتا ہوں، اس کی اجازت دی جائے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 8 جون 2022ء میں اس بارے میں درج ذیل ہدایات فرمائیں۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: اس میں کوئی شک نہیں کہ بچہ کی پیدائش اور اس کی پرورش میں والد اور والدہ دونوں کا برابر کا حصہ ہوتا ہے۔ اسی لیے قرآن کریم نے بچہ کو والد اور والدہ دونوں کی طرف منسوب کیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا: لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ (البقرۃ:234) کہ کسی ماں کو اس کے بچے کے تعلق میں تکلیف نہ دی جائے اور نہ ہی باپ کو اس کے بچے کی وجہ سے (دکھ دیا جائے) اس آیت میں بچہ کو ماں اور باپ دونوں کی ملکیت قرار دیا گیا ہے۔

لیکن اس کے ساتھ جہاں بچہ کو کسی کے نام کے ساتھ پکارنے کی بات ہے تو اس بارے میں قرآن کریم نے واضح طور پر فرمایا کہ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ (سورۃ الاحزاب:6) یعنی ان (لے پالک بچوں) کو ان کے باپوں کا بیٹا کہہ کر پکارو۔ یہ اللہ کے نزدیک زیادہ منصفانہ فعل ہے۔

پس بے شک آپ کے والد صاحب نے آپ کی پرورش میں کوئی حصہ نہیں لیا، ان کے اس فعل کی اگر ان کے پاس کوئی جائز وجہ نہ ہوئی تو وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے حضور قصوروار ہوں گے، لیکن جہاں تک دنیاوی امور کا تعلق ہے آپ ان کی ہی اولاد کہلائیں گے۔ اس لیے آپ کی دستاویزات میں شرعی لحاظ سے ولدیت کے طور پر آپ کے والد صاحب کا ہی نام درج ہوگا۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان، انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 10 مئی 2023ء)

......☆......☆......☆......

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ناصرات الاحمدیہ جرمنی کی آن لائن ملاقات اور حضور انور کی زرّیں نصائح

پنجوقتہ نماز ہر روز ادا کرنا فرض ہے اور یہ کہ ہم انہیں پورے اخلاص اور توجہ سے ادا کریں

آپ کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے، کیا آپ پوری توجہ سے اپنی نمازیں پڑھ رہے ہیں اور کیا آپ اپنی نمازوں میں اخلاص کا مظاہرہ کر رہے ہیں؟

آپ کو جائزہ لینا چاہئے کہ کیا آپ برے اور بے حیائی والے پروگرامز سے جو انٹرنیٹ اور ٹی وی وغیرہ پر نشر ہوتے ہیں، بچ رہے ہیں

عورتیں عورتوں کی امام بن سکتی ہیں مردوں کی نہیں بن سکتیں

پہلے ہمارا کام ہے اپنوں کو سنبھالنا ان کو اچھی طرح بتانا کہ خدا ہے، خدا کے ثبوت کے طور پر واقعات پیش کرنا، اپنی کہانیاں سنانا، واقعات بیان کرنا یہ بڑوں کا بھی کام ہے

سوشل میڈیا پر زیادہ تر ایسی باتیں ڈالی جاتی ہیں جو اخلاق کو خراب کرنے والی، مذہب سے دُور لے جانے والی ہیں اپنی ایک ٹیم بناؤ نوجوان لڑکیوں کی وہ سوشل میڈیا پہ جواب دیں

جو اچھی لڑکیاں ہیں ان کو اپنا دوست بناؤ، وہ خود ہی racism کا جواب دیتے رہیں گے

اسکول کی طرف سے جو تفریحی ٹرپس ہوتے ہیں اس پہ تو میرے نزدیک بالکل نہیں جانا چاہئے، دوسرے ٹرپس جو پڑھائی اور ریسرچ سے تعلق رکھتے ہیں اس میں اگر جانا پڑے تو جانا چاہئے لیکن overnight ٹرپس عموماً avoid کرنے چاہئیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 14؍نومبر 2021ء کو ناصرات الاحمدیہ جرمنی بعمر 13 تا 15 سے آن لائن ملاقات فرمائی۔

حضور انور اس ملاقات اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز میں رونق افروز ہوئے جبکہ 530 سے زائد ناصرات الاحمدیہ نے Maimarkt Club Mannheim سے شرکت کی۔ ملاقات کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا، جس کے بعد ممبرات ناصرات الاحمدیہ کو حضور انور سے سوالات پوچھنے کا موقع ملا۔

ایک ناصرہ نے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ یقیناً ہم نے قرآن کریم کو نصیحت کی خاطر آسان بنا دیا۔ تو میرا سوال ہے پھر ہمیں تفاسیر کی ضرورت کیوں پڑتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: آسان بنا دیا ہے اس میں جو باتیں ہیں وہ آسان ہیں عمل کرنے کے لحاظ سے۔ ٹھیک ہے۔ نصیحت اللہ تعالیٰ نے کی ہے، جو بعض کھلی باتیں ہیں جو ظاہری احکامات دیے ہیں وہ بڑے آسان آسان دیے ہیں۔ ٹھیک ہے۔ اور اس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ نصیحتیں جو ہیں کوئی مشکل نہیں ہیں انسان کیلئے جو انسان کے جو قویٰ ہیں، جو انسان کی طاقتیں ہیں، جو انسان کی دماغی حالت ہے اس کیلئے اس کو سمجھنا اور اس پہ عمل کرنا مشکل نہیں ہے۔ اس لیے یہ کہنا کہ جی بہت مشکل کام اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتا دیا ہے یہ غلط ہے۔ ہاں اگر تمہیں سمجھ نہیں آتی کسی بات کی تمہیں مشکل لگتا ہے تو اس کیلئے پھر تفسیر موجود ہے مفسرین نے اس کی آسان تفسیر کر کے تمہیں سمجھا دیا کہ اس کا یہ یہ مطلب ہے۔ ٹھیک ہے؟ لیکن اللہ تعالیٰ نے ساتھ یہ بھی سمجھا دیا کہ جو پاک صاف لوگ ہوتے ہیں انہی کو اس کی باتیں سمجھ آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرما دیا کہ جو ظالم ہیں ان کو نقصان ہی ہوتا ہے ان کو سمجھ نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں ایسے احکامات دیے ہیں جن پہ عمل ایک انسان کر سکتا ہے اور جو اس کا مقصد پیدائش ہے اس کو پورا کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انسان کا مقصد پیدائش جو ہے عبادت کرنا ہے ٹھیک ہے۔ اور وہ عبادتیں جو ہیں اللہ تعالیٰ نے جو طریقہ عبادت کا بتایا ہے کہ وہ ایسی مشکل نہیں کہ آدمی کر نہ سکے۔ کہاں پچاس نمازوں سے اللہ تعالیٰ نے کہنا شروع کیا تھا پھر ان کو آسان کرتے کرتے پانچ نمازوں پہ آ گیا۔ ٹھیک ہے۔ تو آسانی ہو گئی تمہارے لیے اور پانچ وقت ایسے ہیں جو انسانی فطرت کے لحاظ سے، انسانی طبیعت کے لحاظ سے، روزمرہ کے وقت کے لحاظ سے ایسے ہیں کہ جس میں انسان کی ضرورت ہوتی ہے کہ دعا کرے اور اللہ تعالیٰ کے قریب ہو اور پھر اس کا قرب پائے۔ تو یہ مطلب ہے آسان بنانے کا۔ یہ مطلب ہے کہ اس پر عمل کرنا مشکل نہیں ہے انسان سمجھتا ہے بہت مشکل ہے۔ ہاں جو مومن ہے اس کیلئے مشکل نہیں ہے جو کافر ہے اس کیلئے بہت مشکل ہے۔ جو مومن ہے اس کو فائدہ ہوتا ہے جو کافر ہے اس کو نقصان ہوتا ہے۔

ایک ناصرہ نے سوال کیا کہ دعاؤں کی جلد قبولیت کیلئے انہیں کیا کرنا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے کہ وہ فیصلہ کرے کہ اس نے کب ہماری دعاؤں کو قبول کرنا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ ہمارا اغلام ہے؟ ہرگز نہیں۔ اس لیے ہمارا فرض ہے کہ اس سے مانگتے رہیں۔ اس بات کو ذہن میں رکھو کہ اللہ کے سوا کوئی بھی نہیں جو ہمیں کچھ دے سکے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز پر قادر ہے اور یہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو خود فرماتا ہے کہ ہمیں اس سے دعا کرنی چاہئے اور وہ ہماری دعائیں قبول کرے گا۔ تاہم اس کے ساتھ ہی وہ یہ بھی فرماتا ہے کہ دعا کرنے والے کو اس پر یقین ہونا چاہئے اور کامل ایمان ہونا چاہئے۔ اس لیے آپ کو یقین ہونا چاہئے کہ وہ آپ کی دعا قبول کرے گا۔ آپ کو کامل یقین ہونا چاہئے کہ اللہ جو بھی فرما رہا ہے وہ سچ ہے اور آپ کو اس کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔ اس کا کیا مطلب ہے یعنی اللہ پر یقین کا؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو بھی احکامات دیے ہیں ہم ان پر عمل پیرا ہوں۔

حضور انور نے مزید فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ پنجوقتہ نماز ہر روز ادا کرنا فرض ہے اور یہ کہ ہم انہیں پورے اخلاص اور توجہ سے ادا کریں۔ اب آپ کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے، کیا آپ پوری توجہ سے اپنی نمازیں پڑھ رہے ہیں اور کیا آپ اپنی نمازوں میں اخلاص کا مظاہرہ کر رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بری چیزوں کے بارے میں مت سوچو۔ کیا آپ ایسی سوچوں سے بچ رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آپ بری صحبت اور بری مجلس سے بچیں۔ تو آپ کو جائزہ لینا چاہئے کہ کیا آپ برے اور بے حیائی والے پروگرامز سے جو انٹرنیٹ اور ٹی وی وغیرہ پر نشر ہوتے ہیں، بچ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ہم اپنے ماحول میں رہنے والے لوگوں سے اچھا سلوک کریں جن میں ہمارے بہن، بھائی اور جن سے ہم ملتے ہیں اور یہ کہ ہم کسی برے کام میں ملوث نہ ہوں۔ اس لیے جائزہ لیں کہ آیا ہم اس کے مطابق عمل کر رہے ہیں یا نہیں۔ جب ہمارے جملہ اعمال نیکیوں پر منتج ہوں گے اور ہم اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل پیرا ہوں گے پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر آپ یہ سب کریں گے اور پھر مجھ سے دعا کریں گے، عبادت کرتے ہوئے تو پھر میں آپ کی دعائیں سنوں گا۔ سب سے پہلے ہمیں اپنی اصلاح کرنی ہوگی پھر ہی ہماری دعائیں قبول ہو سکتی ہیں۔

ایک اَور ناصرہ نے سوال کیا کہ کیا عورتیں امام بن سکتی ہیں؟

حضور انور نے فرمایا: عورتیں عورتوں کی امام بن سکتی ہیں مردوں کی نہیں بن سکتیں۔ ٹھیک ہے۔ یہی ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ہم اگر مسلمان ہیں پکے مسلمان ہیں قرآن اور سنت پہ عمل کرنے والے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو ماننے والے ہیں تو پھر ہمیں وہی کرنا چاہئے جو ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور انہوں نے یہ فرمایا کہ مرد جو ہے وہ امام بنے گا اور اگر عورتیں ہوں ایسی مجبوری ہو تو پھر عورت امام بن سکتی ہے جہاں صرف عورتیں ہوں۔ ٹھیک ہے۔ تو اس لیے ہمارے ہاں بھی جب نمازیں ہوتی ہیں بعض فنکشن ہوتے ہیں تو عورتیں نمازیں پڑھا لیتی ہیں۔ ربوہ میں مجھے یاد ہے پرانے زمانے میں جب ساؤنڈ سسٹم پوری طرح اچھا نہیں تھا تو جب جلسہ ہوا کرتا تھا، لجنہ کی مارکی میں جو جلسہ ہوتا تھا اس میں وہاں ظہر عصر کی باجماعت نمازیں عورتیں پڑھایا کرتی تھیں عورتوں کو۔ مردوں کے حصے سے آواز وہاں نہیں جاتی تھی۔

ایک اَور ناصرہ نے سوال کیا کہ مردوں کی تین تنظیمیں ہیں اطفال الاحمدیہ، خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ۔ عورتوں کی صرف دو تنظیمیں کیوں ہیں؟

حضور انور نے فرمایا: مردوں کی تین تنظیمیں ہیں عورتوں کی دو ہیں۔ اطفال اور خدام اور انصار ٹھیک ہے اور عورتوں کی ہیں ناصرات پندرہ سال تک اور اس کے بعد لجنہ۔ ٹھیک ہے۔ عورتیں کہتی ہیں ہم نے چالیس سال سے اوپر بڑا ہونا ہی نہیں تو پھر تنظیم کس طرح بنائیں۔ وہ کہتی ہیں ہم کوئی بوڑھی ہو گئی ہیں۔ کسی عورت کو تم کہو بوڑھی ہو گئی ہو تو وہ مانے گی۔ تمہارے سے لڑنے لگ جائے گی۔ اس لیے عورتوں کی نفسیات کے مطابق عورتوں کی تنظیمیں بنائی گئی ہیں۔ عورتوں کی activities ایک وقت میں جا کے ایک ہی ہو جاتی ہیں ٹھیک ہے عمومی طور پے۔ گھر کو سنبھالنا۔ ٹھیک ہے۔ عورتیں بھی ایسی ہیں جو کام کرنے والی ہیں ڈاکٹر بھی ہیں انجینئر بھی ہیں دوسرے کام بھی کرتی ہیں لیکن عموماً جب شادی ہو جاتی ہے تو عورت کا گھر سنبھالنا ہی کام رہ جاتا ہے تو وہ عورت چاہے وہ پچیس سال کی عورت ہے بیس سال کی ہے چاہے وہ پچاس سال کی اس کا تقریباً ایک ہی ملتا جلتا کام بنتا ہے۔ اس لیے ان کی activities کے لحاظ سے ان کو ایک گروپ شمار کیا گیا ہے اور مردوں میں کیونکہ مختلف activities ہوتی ہیں چالیس سال تک ان کی activities اور ہوتی ہیں خدام کی اس کے بعد اور مختلف ہو جاتی ہیں تو پھر جو سوچ میں فرق ہے عورت جلدی mature ہو جاتی ہے اور اس کی سوچ اور بڑی کی سوچ تقریباً ملتی جلتی ہیں۔ مردوں کی جو سوچ ہے بڑھاپے میں جا کے بالکل علیحدہ ہو جاتی ہے۔ ایک یہ بھی وجہ ہو سکتی ہے۔ تو تین کیٹیگریز اس لیے بنائیں کہ مختلف مردوں کو زیادہ کام کرنے کی طرف توجہ دلائی جائے اور عورتوں سے یہ بھی امید رکھی گئی کہ وہ چاہے پچیس سال کی ہو یا پچاس سال کی ہو وہ اسی طرح ایکٹو ہو کے کام کرے گی اس لیے فرق نہیں رکھا۔ تو حضرت مصلح موعودؓ نے جب بنائی تھیں تنظیمیں ایک تو اس لیے بنائی تھیں تا کہ مرد جو ہیں نوجوانوں کا ایک طبقہ علیحدہ رکھا جائے اور ان سے زیادہ کام لیا جائے اور مردوں سے بعض کام ایسے لیے جاتے ہیں جو زیادہ سخت ہوتے ہیں جو انصار کی عمر میں پہنچ کے انسان نہیں کر سکتا۔ اس لیے بھی ایک فرق شاید رکھا ہو۔ عورتوں کی جو کام کی نوعیت ہے وہ ایک طرح کی ہوتی ہے وہ کر سکتی ہیں چاہے وہ پچیس سال کی ہو تیس سال کی ہو پینتیس سال کی ہو، یا پینتالیس سال کی، یا پچاس سال کی۔ تو یہ وجوہات ہو سکتی ہیں باقی یہ تو اچھی بات ہے کہ تم لوگوں کی عمروں کا پتہ نہیں لگتا۔ نہیں تو پتہ لگ جائے گا کون

عورت چالیس سال کی ہوگئی پھر بھی پریشان ہوتی رہوگی۔

ایک ناصرہ نے سوال کیا کہ آج کل کے غیر مسلمان نوجوان جو ہیں وہ سوشل میڈیا کے برے اثرات کی وجہ سے خدا اور دین سے بہت دور ہوتے جارہے ہیں اور اگر ہم ان کو کچھ سمجھائیں تو وہ ہماری بات نہیں سنتے۔ میرا سوال ہے کہ ہم ان کو کیسے یقین دلا سکتے ہیں کہ ایک خدا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: پہلی بات تو یہ ہے، پہلے تو اپنوں کو بھی سنبھالو کہ ہمارے اپنے بچے بچیاں جو ہیں ناں وہ ان کے انفلوئنس (influence) میں نہ آجائیں ان کے اثر کے تحت نہ آجائیں۔ پہلے ہمارا کام ہے اپنوں کو سنبھالنا ان کو بتانا اچھی طرح کہ خدا ہے۔ اور اس کیلئے خدا کے ثبوت کے طور پہ واقعات پیش کرنا اپنی کہانیاں سنانا واقعات بیان کرنا یہ بڑوں کا بھی کام ہے۔ اپنی دعاؤں کی قبولیت کی باتیں بتانا یہ بھی کام ہے اچھی کوئی خواب دیکھے اور پوری ہوجائے تو وہ بھی بتانا کہ اچھا اس طرح خدا ہے۔ باقی یہ لوگ جو ہیں سوشل میڈیا پہ جا کے اللہ تعالیٰ کے خلاف باتیں کرتے ہیں یا ایسی باتیں کرتے ہیں جو مذہب سے دور لے جانے والی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دور لے جانے والی ہیں تو یہ تو شیطانی چالیں ہیں شیطان نے کہا تھا جب آدم پیدا ہوا تھا اس وقت بھی کہ میں ان کو بگاڑنے کی کوشش کرتا رہوں گا۔ ہر زمانہ میں شیطان نے اپنا اپنا طریقہ اختیار کیا ہے اس زمانے میں شیطان نے سوشل میڈیا کو بھی اختیار کرلیا ہے۔ اب سوشل میڈیا جو ہے نیک کاموں کیلئے بھی استعمال ہوسکتا ہے اور برے کاموں کیلئے بھی۔ ٹھیک ہے۔ اب سوشل میڈیا پہ تم اچھی باتیں ڈال کے تو لوگوں کو نیکی کی طرف بھی لے کے آسکتی ہو۔ لیکن آج کل سوشل میڈیا پر زیادہ تر ایسی باتیں ڈالی جاتی ہیں جو اخلاق کو خراب کرنے والی ہیں جو مذہب سے دور لے جانے والی ہیں جو اللہ تعالیٰ سے دور لے جانے والی ہیں، تو اس کے جواب میں تم لوگوں کو چاہئے جب ایسی باتیں دیکھو، جو پڑھی لکھی اور علم والی لڑکیاں ہوں بتاؤ کہ سوشل میڈیا میں اللہ تعالیٰ کے متعلق یہ آیا لیکن اس کا جواب یہ ہے۔ مذہب کے بارے میں تم نے یہ لکھا ہے تو اس کا جواب یہ ہے اپنی ایک ٹیم بناؤ نوجوان لڑکیوں کی وہ سوشل میڈیا پہ جواب دیں۔ اگر تمہارے سے بڑھ کے سوال ہے تو پھر لجنہ کو چاہئے کہ لجنہ ایک ٹیم بنائے اور ان کے جواب دیں اور خدام الاحمدیہ اور اسی طرح جماعت کی باقی تنظیمیں لوگ بھی اسکے جواب دیں سوشل میڈیا پہ ہی اسی جگہ جہاں سوشل میڈیا پہ یہ آتا ہے وہیں کمنٹس (comments) کا بھی کالم ہوتا ہے ایک۔ ٹھیک ہے اس کمنٹ میں تم اپنی باتیں لکھ سکتی ہو تا کہ ان کو بتاؤ کہ تم جو کہہ رہے ہو غلط ہے خدا یہ ہے۔ مذہب یہ ہے اور اس کی وجہ سے بعض لوگ جو فوری طور پر زیر اثر آسکتے ہیں ان کو جب جواب مل جائے گا کہ نہیں تم غلط کہہ رہے ہو اصل بات یہ ہے تو پھر وہ بھی سوچیں گے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے عقل دی ہے تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے عقل دی ہے۔ جب تمہارے پاس اس سوال کا جواب ہوگا جو غلط رستے پر تمہیں لے جایا جارہا ہے اس کو صحیح رستے پر ڈالنے کیلئے تمہارے پاس حل ہوگا اس کا۔ تو پھر لوگ پھر اس کو بھی دیکھیں گے پھر کوشش کریں گے کہ ہم اس کو بھی دیکھیں۔ باقی یہی شیطان نے کہا تھا کہ میں بگاڑ پیدا کروں گا اور آج کل شیطان سوشل میڈیا کے ذریعہ سے بگاڑ پیدا کرنے کی کوشش کررہا ہے اور اس کا طریقہ یہی ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکیں جو احمدی ہیں تا کہ صحیح مسلمان ہونے کا حق ادا کرسکیں اور جو دوسرے ہیں ان کو بچانے کیلئے سوشل میڈیا پہ ہی اس کا جواب دو تا کہ ان کی جو غلط باتیں ہیں ان کا رد ہوجائے ان کو جواب مل جائے۔ ٹھیک ہے۔

ایک اَور ناصرہ نے سوال کیا کہ اگر سکول میں بہت زیادہ racism کا سامنا کرنا پڑے اور کوئی بات نہ کرے یہاں تک کہ گروپ پروجیکٹس میں بھی ساتھ کام نہ کرنا چاہے۔

حضور انور نے فرمایا: اگر تمہارے ساتھ جو جرمن ہیں وہ بات بھی نہ کرنا چاہیں۔ تو پھر ایسی صورت میں ہمارا رویہ ان کے ساتھ کیسا ہونا چاہئے؟ بات یہ ہے کہ ایسی صورت میں ایک تو تم racism اگر ہے تو جو سکول کی ایڈمنسٹریشن ہے اس کو کہو کہ یہ racism ہے اس کو ختم کرنا چاہئے۔ ٹھیک ہے۔ دوسرے ساری تو نہیں racist ہوتیں۔ چند ایک ہی ہوتی ہیں دو چار۔ جو باقی اچھی لڑکیاں ہیں یا اچھے سٹوڈنٹ ہیں ان سے تم رابطہ رکھ سکتی ہو۔ ٹھیک ہے۔ ان سے کہو یہ دیکھو ہم تو جرمنی میں آئے، ہم جرمن زبان بول رہے ہیں، ہم جرمن قوم کے ملک کے وفادار بھی ہیں، یہی مذہب نے ہمیں سکھایا ہے اور ہم تمہاری خاطر کام بھی کررہے ہیں۔ اب میں پڑھائی سکول میں کررہی ہوں تو اس لیے کررہی ہوں تا کہ میں بڑی ہو کے کوئی اچھا کام کرسکوں اور ملک کے کام آسکوں۔ ڈاکٹر بنوں یا انجینئر بنوں یا فلاں بنوں اور ہماری بہت ساری لڑکیاں بنی ہوئی ہیں۔ تو اس قسم کی اگر racism ہو تو پھر تو لڑائیاں ہی ہوتی رہیں گی اس لیے ہمیں نہیں کرنی چاہئے اور کہیں کہ اسلام ہمیں یہی سکھاتا ہے کہ racism تو کوئی چیز نہیں ہے۔ جب ہم وفادار ہیں ملک کے تو ہمارے سے یہ کیوں سلوک ہوتا ہے۔ جو اچھی لڑکیاں ہیں جو racism کی قائل نہیں ہیں ان کو اپنا دوست بناؤ اور ان سے ایسی باتیں کرو تو وہ خود ہی racism کا جواب دیتے رہیں گے۔ بہت جگہ ایسا جرمنی میں بھی ہو رہا ہے اَور ملکوں میں بھی ہوتا ہے کہ بہت سارے ان کے اپنے لوکل لوگ جو ہیں وہی ہمارے دوسری قوموں کے لوگوں کے ایشین کے جو ایشین آباد ہیں وہاں۔ ساتھ دیتے ہیں وہ کہتے ہیں جو ہمارے لوگ کر رہے ہیں غلط کررہے ہیں اور پھر تمہاری طرف سے ہو کے وہ ان کو جواب دیتے ہیں۔ تو اپنے جو دوسری اچھی لڑکیاں اور اچھے سٹوڈنٹ ہیں ان کو دوست بناؤ وہ خود ہی ان racism کرنے والوں کو جواب دے دیں گی لیکن خود تمہیں ان کے ساتھ integrate ہونا پڑے گا جواب دینا پڑے گا۔ ان کے ساتھ مل جل کے بیٹھنا پڑے گا۔ ان کی اچھی باتیں اختیار کرو اور اپنی اچھی باتیں ان کو سکھاؤ۔

ایک اَور ناصرہ نے سوال کیا کہ یہاں جرمنی میں اکثر سکول اور اساتذہ کی طرف سے کلاس ٹرپس کا انتظام کیا جاتا ہے جن میں پڑھائی کا حصہ بھی شامل کیا جاتا ہے ایسے طلباء و طالبات جو حصہ نہیں لیتے ان کے نام سکول کے ادارے میں دیے جاتے ہیں اور غیر حاضر رہنے کی وجہ سے سکول کے نمبروں پر بھی اثر پڑتا ہے۔ ایسی صورت میں ہمیں کیا کرنا چاہئے پیارے حضور؟

حضور انور نے فرمایا: ایک تو یہ ہے کہ ایک تفریحی ٹرپس ہوتے ہیں ٹھیک ہے اس پہ تو میرے نزدیک بالکل نہیں جانا چاہئے۔ وہ صرف فن کیلئے ہوتے ہیں اور وہاں فن میں بیہودگیاں بھی ہوتی ہیں ان لوگوں میں ان ملکوں میں۔ ٹھیک ہے۔ دوسرے ٹرپس ہوتے ہیں جو بعض ٹرپس ایسے ہوتے ہیں جس میں تمہاری پڑھائی سے تعلق رکھنے والی چیزیں ہوتی ہیں ریسرچ کیلئے جاتے ہو، مثلاً بائیالوجی کا کہ سائنس پڑھا رہے ہیں تو اس میں ٹرپ ہے بعض zoo میں لے کے جاتے ہیں یا وائلڈ لائف دکھانے کیلئے جنگل میں لے کے جاتے ہیں یا وہاں رکھتے ہیں تو اس کیلئے اگر جانا پڑے تو جانا چاہئے وہ تو کوئی دو دو راتوں کے، تین تین راتوں کے ٹرپ تو نہیں ہوتے عموماً ایک آدھ رات کا ہی ہوتا ہے۔ تو پہلے کوشش تو یہ کرنی چاہئے کہ ٹرپس کو avoid ہی کیا جائے۔ ایسے subject ہمارے نہ ہی ہوں جن میں جایا جائے لیکن تھوڑا بہت اگر اثر پڑ بھی جائے تو کوئی ایسا فرق نہیں پڑتا یہاں بہت ساری لڑکیاں مَیں نے دیکھی ہیں جرمنی میں ہی وہ میڈیکل میں بھی پڑھ رہی ہیں انجینئرنگ میں بھی پڑھ رہی ہیں اور ٹرپس وغیرہ میں کوئی نہیں جاتی رہی اپنے سکول کے زمانے میں۔ ان کو پھر بھی داخلہ مل گیا۔ اگر اچھی پرفارمنس (performance) ہو اگر تمہارے پیپر اچھے ہوں تو مجبور ہوتے ہیں یہ کہ تمہیں داخلہ دیں۔ اس لیے اس کو بہانہ نہ بناؤ کہ جی ہمارے نمبر کٹ جاتے ہیں اس لیے ہمیں جانا ضروری ہے۔ ہاں اگر صبح سے شام تک کا ٹرپ ہے، جس سے بعض ایسی جگہوں پہ جہاں تمہارا علم بڑھتا ہے وہاں لے کے جارہے ہیں تو اس کے ساتھ جانے میں کوئی حرج بھی نہیں لیکن overnight ٹرپس عموماً avoid کرنے چاہئیں۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 19ر نومبر 2021)

......☆......☆......☆......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم
’’محاسنِ قُرآنِ کریم‘‘ کے چند اشعار پر تضمین

(تنویر احمد ناصر، نائب ناظر نشر و اشاعت قادیان)

زندہ وہی ہے جو کہ خدا میں ہوا فنا
مرضی کو اپنی چھوڑا پئے مرضیٔ خدا
حاصل اُسی کو ہوتی ہے اُس یار کی لِقا
’’جو خاک میں ملے اُسے ملتا ہے آشنا
اَے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما‘‘

جو متقی ہے اُس کا محافظ ہے خود خدا
کبر و غرور و بُخل اِسی سے ہوا فنا
تقویٰ سے میل ہو تو ملے مرضیٔ خدا
’’جڑ ہے ہرایک خیر و سعادت کی اتقا
جس کی یہ جڑ رہی ہے عمل اس کا سب رہا‘‘

شوخی و عُجب کرتے ہیں داخل وبال میں
پھنستے ہیں اِس سے نَخوت و غفلت کے جال میں
خوبی اِسی میں ہے کہ ہو نرمی خصال میں
’’بد تر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اِسی سے دخل ہو دارُ الوِصال میں‘‘

دنیا میں موت سے تو کوئی بھی بچا نہیں
کچھ دائمی نہیں ہے کسی کو بقا نہیں
اُس یار کے سوا ہے کسی میں وفا نہیں
’’اے حُبِّ جاہ والو یہ رہنے کی جا نہیں
اس میں تو پہلے لوگوں سے کوئی رہا نہیں‘‘

سینے میں عشقِ مولیٰ کا جوش و تپاک ہو
دیوِ لعینِ فِسق و معاصی ہلاک ہو
جامہ فریب و ضِدّ و تعصّب کا چاک ہو
’’ڈھونڈو وہ راہ جس سے دل و سینہ پاک ہو
نفسِ دَنی خدا کی اِطاعت میں خاک ہو‘‘

......☆......☆......☆......

آپ کو کوشش کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ، جو ہمارا خالق ہے، آپ کا ذاتی محبت کا تعلق ہو

آپ پانچوں نمازیں باقاعدگی سے اور باجماعت ادا کرنے والے ہوں، مزید آپ کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ آپ بنی نوع انسان کے حقوق بھی ادا کریں

آپ کو کوشش کرنی چاہئے کہ آپ کا خلیفۃ المسیح کے ساتھ مضبوط تعلق ہو اور ہر حالت میں سچی وفاداری کا مظاہرہ کریں

یاد رکھیں کہ اسلام کا مستقبل اور امن عالم کا قیام صرف اور صرف خلافت احمدیہ کے ساتھ وابستہ ہے، اس حوالہ سے میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کے

زیادہ سے زیادہ ایم ٹی اے دیکھا کریں اور اس سے فائدہ اٹھائیں، بالخصوص میرے خطبات جمعہ اور خطابات جو مختلف مواقع پر میں کرتا ہوں ان کو باقاعدگی سے سنا کریں

جماعت احمدیہ نیوزی لینڈ کے جلسہ سالانہ 2023 کیلئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خصوصی پیغام

پیارے احباب جماعت احمدیہ نیوزی لینڈ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے بے حد خوشی ہے کہ آپ کو اپنا سالانہ جلسہ مورخہ 20 اور 21 جنوری 2023ء کو منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ کو بہت بابرکت اور کامیاب فرمائے اور اس کے جملہ شاملین بے انتہا روحانی فوائد اور فضلوں کو حاصل کرنے والے ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف مواقع پر جلسہ سالانہ کے مقاصد کی وضاحت فرمائی ہے۔ یہ مقاصد کچھ یوں ہیں کہ آپ کے ماننے والے تقویٰ، نیکی اور پرہیزگاری اختیار کریں، ان میں خدا خوفی پیدا ہو، ایک دوسرے سے پیار اور محبت ان کے دلوں میں پروان چڑھے اور وہ خدا تعالیٰ کی تمام مخلوق سے ہمدردی کا سلوک کرنے والے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں کو مزید یہ ہدایت بھی فرمائی کہ وہ عاجزی اختیار کریں اور اسلام کے سچے اور پرامن پیغام کو ہر اس ملک میں پھیلائیں جس میں وہ سکونت رکھتے ہوں۔

چنانچہ آپؑ اس حوالہ سے فرماتے ہیں:

’’اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کیلئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات اَنہونی نہیں۔‘‘ (اشتہار 27 دسمبر 1892ء، مجموعہ اشتہارات، جلد 1، صفحہ 341 تا 342)

آپ کو کوشش کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ، جو ہمارا خالق ہے، آپ کا ذاتی محبت کا تعلق ہو۔ آپ پانچوں نمازیں باقاعدگی سے اور باجماعت ادا کرنے والے ہوں۔ مزید آپ کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ آپ بنی نوع انسان کے حقوق بھی ادا کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اُس کے بندوں پر رحم کرو اور ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کیلئے کوشش کرتے رہو اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو، غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 11-12)

آپ کو ہمیشہ کوشش کرنی چاہئے کہ آپ بیعت کے حوالہ سے اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے والے ہوں اور ہمیشہ اس کوشش میں لگے رہیں کہ اپنی روحانیت کے معیار کو اس درجہ تک لے جائیں جس کی توقع حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے جماعت میں شامل لوگوں سے کی ہے۔ پس آپ اسی وقت اس جلسہ میں شمولیت کے مقصد کو پا سکتے ہیں جب آپ مسلسل اپنے ذاتی کردار اور اطوار کا محاسبہ کرتے رہیں اور ایک مثالی احمدی بننے کی کوشش کریں۔

میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جاری کردہ خلافت کے نظام کی اہمیت کے متعلق بھی یاددہانی کروانا چاہتا ہوں جس کی بدولت ہم اللہ تعالیٰ کی بے شمار برکات کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ آپ کو کوشش کرنی چاہئے کہ آپ کا خلیفۃ المسیح کے ساتھ مضبوط تعلق ہو اور ہر حالت میں سچی وفاداری کا مظاہرہ کریں۔ یاد رکھیں کہ اسلام کا مستقبل اور امن عالم کا قیام صرف اور صرف خلافت احمدیہ کے ساتھ وابستہ ہے۔ اس حوالہ سے میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کے زیادہ سے زیادہ ایم ٹی اے دیکھا کریں اور اس سے فائدہ اٹھائیں، بالخصوص میرے خطبات جمعہ اور خطابات جو مختلف مواقع پر میں کرتا ہوں ان کو باقاعدگی سے سنا کریں۔

تبلیغ کے حوالہ سے بھی اپنی ذمہ داری کو کبھی نہ بھولیں جو کہ جماعت کے ہر فرد کیلئے بہت اہم ہے۔ اس لئے حکمت کے ساتھ اسلام احمدیت کے خوبصورت پیغام کو موثر رنگ میں پورے نیوزی لینڈ میں پھیلانے کیلئے منصوبہ بندی کریں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ کو بہت بابرکت اور کامیاب فرمائے اور آپ سب کو تقویٰ اور روحانیت میں بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے مزید قرب کا تعلق قائم کرنے والے ہوں اور وہ آپ کو اپنے اندر حقیقی تبدیلی پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ آپ نیکی اور پرہیزگاری نیز اسلام اور انسانیت کی خدمت میں مزید ترقی کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل فرمائے۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء‘‘

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 11 اپریل 2023)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

تقویٰ ہی اکرام کا باعث ہے کوئی خواہ کتنا ہی لکھا پڑھا ہوا ہو وہ اس کی عزت وتکریم کا باعث نہیں اگر متقی نہ ہو، لیکن اگر ادنیٰ درجہ کا آدمی بالکل اُمی ہو مگر متقی ہو وہ معزز ہوگا

(ملفوظات، جلد 4، صفحہ 362، ایڈیشن 1984ء)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ہمیں جس بات پر مامور کیا ہے وہ یہی ہے کہ

تقویٰ کا میدان خالی پڑا ہے تقویٰ ہونا چاہئے نہ یہ کہ تلوار اٹھاؤ، یہ حرام ہے

(ملفوظات، جلد 4، صفحہ 357، ایڈیشن 1984ء)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

128 واں جلسہ سالانہ قادیان مورخہ 29، 30 اور 31 دسمبر 2023ء کو منعقد ہوگا

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 128 ویں جلسہ سالانہ قادیان کیلئے مورخہ 29، 30 اور 31 دسمبر 2023ء (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس جلسہ سالانہ کی ہر لحاظ سے کامیابی اور اس کے بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

(ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

آپ کو اخلاص کے ساتھ اپنے ملک کی خدمت کرنی چاہئے اور ہر ممکنہ حد تک کامل اور قطعی وفاداری پیش کرنی چاہئے

آپ کو مسلسل اپنی روحانی حالت کو بہتر بنانا چاہئے، اپنی تمام لیاقتیں اور استعدادیں بروئے کار لاتے ہوئے اپنے دینی علم اور اپنے عقائد کے فہم کو بڑھانا چاہئے

اور اپنے اعمال اور طرز عمل میں اس حد تک بہتری لانی چاہئے جس کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کے ممبران سے توقع کی ہے۔

جماعت احمدیہ گھانا کے 90 واں جلسہ سالانہ منعقدہ 2023 کے موقع پر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خصوصی پیغام

مجھے اس بات کی بہت خوشی ہے کہ جماعت احمدیہ گھانا 20، 21 و 22 جنوری 2023ء کو اپنا 90 واں جلسہ سالانہ منعقد کر رہی ہے۔ اللہ آپ کے جلسہ کو بہت کامیاب کرے اور وہ تمام لوگ جو اس واحد اور خاص مقصد کیلئے جمع ہوئے ہیں بے پایاں روحانی فیوض حاصل کریں اور اللہ کرے کہ آپ اچھائی، نیکی اور تقویٰ میں بڑھنے والے ہوں۔

گھانا جماعت اپنے آغاز کے لحاظ سے پہلے ہی ایک نئی صدی میں داخل ہو چکی ہے اور اب اپنے 100 سال کی تکمیل کے بعد ایک اَور سال گزر چکا ہے۔ اس لیے اب اس جدید دور میں یہ ضروری ہے کہ آپ اپنی کارکردگی کا دوبارہ جائزہ لیں۔ پہلے سے زیادہ محنت کریں اور اپنی بیعت کی ذمہ داریاں پوری کرنے کی کوشش کریں۔ آپ لوگوں کو اپنے آپ کو نئے جوش، توانائی اور لگن کے ساتھ جماعت کی خدمت کیلئے وقف کر دینا چاہئے۔ آپ کو صرف اس بات پر خوش اور مطمئن نہیں ہو جانا چاہئے کہ جب سے گھانا میں جماعت کا قیام ہوا ہے گھانا جماعت نے ایک صدی کا سنگ میل عبور کر لیا ہے بلکہ آپ کو ایک دیانتدارانہ جائزہ لینا چاہئے کہ گذشتہ صدی سے بھی زائد عرصہ میں کیا کچھ کیا ہے۔ آپ کو اپنے آپ سے سوال کرنا چاہئے کہ ہم نے کیا کچھ حاصل کیا اور کیسے ہم زیادہ رفتار کے ساتھ آگے بڑھ سکتے ہیں اور کامیابیاں حاصل کر سکتے ہیں اور کیسے اپنی کمزوریوں کو دور کر سکتے ہیں؟ صرف وہی قومیں کامیاب ہوتی ہیں جو مسلسل اپنی کارکردگی کو بہتر بناتی ہیں۔ لہٰذا آپ کو جماعت کی ترقی کیلئے اس حد تک دانشمندانہ اور کارگر منصوبے بنانے چاہئیں کہ آئندہ سالوں میں آپ کی کامیابیاں کئی گنا بڑھ جائیں۔

میں آپکو یاد دہانی کروادوں کہ جلسہ پر اکٹھے ہونیکا مقصد آپکا ایک روحانی ماحول میں حصہ لینا ہے اور ہمارے خالق اللہ تعالیٰ کے حقوق پورے کرنے اور اسکی مخلوق کے حقوق کی فکر کرنیکی طرف راہنمائی کرنا ہے۔ میں اس بات کی تاکید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے اپنا ایک ذاتی تعلق پیدا کریں اور ہر وقت، ہر حالت اور ہر موقع پر اسکو یاد کریں۔

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سکھایا ہے: اللہ کو اپنے ذہن میں رکھو تو اللہ کو اپنے سامنے پاؤ گے۔ اللہ کو اپنے آسانی کے وقت میں یاد رکھو وہ تمہیں مشکل کے وقت میں یاد رکھے گا۔ یاد رکھو کہ جو تم سے کھویا گیا وہ تمہارے لیے نہیں تھا۔ اور جو تمہارے لیے ہے وہ ہر حال میں تم تک پہنچ کر رہے گا۔ یاد رکھو کہ اللہ کی مدد ثابت قدمی کے نتیجے میں آتی ہے۔ اور آسانی اور مشکل کے اوقات ملے جلے ہوتے ہیں۔ اور ہر مشکل کے بعد آسانی کا وقت ضرور آتا ہے۔ (ریاض الصالحین للامام النووی، باب المراقبہ، حدیث نمبر 62)

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ ہماری زندگی کا اصل مقصد اپنے دل کی کھڑکی کو اپنے خالق کیلئے کھولنا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں: ’’اے لوگو تم اپنے سچے خداوند خدا اپنے حقیقی خالق اپنے واقعی معبود کی شناخت اور محبت اور اطاعت کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔‘‘ (فتح اسلام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 43)

اپنے ہم جنس بشروں کی جانب ہمارے فرائض کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ’’بندوں پر رحم کرو ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کے لیے کوشش کرتے رہو اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کیے جاؤ۔‘‘ (کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 11-12)

لہٰذا آپ لوگوں کو اپنی خاص توجہ حقیقی روحانی مقاصد کے حصول اور اللہ اور اس کی مخلوق کے حقوق کی ادائیگی کی طرف مرکوز کرنی چاہئے۔ مزید برآں ہر احمدی کو اپنے ملک کا وفادار شہری ہونا چاہئے اور گھانا کی ترقی اور خوشحالی کیلئے لگن کے ساتھ محنت کرتے ہوئے اپنا حصہ ڈالنا چاہئے۔ اپنے ساتھی گھانا کے شہریوں کو بتائیں کہ قوم کی مجموعی ترقی اور بہتری کیلئے یہ ضروری ہے کہ ہر شخص مل کر اتحاد کے ساتھ کوشش کرے۔

اس لیے آپ کو اخلاص کے ساتھ اپنے ملک کی خدمت کرنی چاہئے اور ہر ممکنہ حد تک کامل اور قطعی وفاداری پیش کرنی چاہئے۔ آپ کو مسلسل اپنی روحانی حالت کو بہتر بنانا چاہئے۔ آپ کو اپنی تمام لیاقتیں اور استعدادیں بروئے کار لاتے ہوئے اپنے دینی علم اور اپنے عقائد کے فہم کو بڑھانا چاہئے۔ اور اپنے اعمال اور طرز عمل میں اس حد تک بہتری لانی چاہئے جس کی حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت کے ممبران سے توقع کی ہے۔ چنانچہ مسلسل خود احتسابی اور بہتر احمدی بننے کی کوشش سے ہی آپ جلسے پر حاضری کا مقصد حاصل کر سکیں گے۔

آخر میں یہ میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ گھانا کو بے انتہا ترقی دے جو پہلے کی نسبت زیادہ بڑی ثابت ہو۔ اللہ کرے آپ کو پہلے سے بھی زیادہ نیک اور متقی وجود ملیں۔ اللہ کرے جماعت احمدیہ گھانا آگے بڑھے اور آگے بڑھنے والی جماعتوں میں نمایاں مقام حاصل کرے۔ اللہ آپ کو یہ عظیم مقصد حاصل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 3 مئی 2023)

اُذْكُرُوْا مَوْتَاكُمْ بِالْخَيْرِ

مکرمہ یاسمین سہگل صاحبہ آف جماعت احمدیہ بنگلور کا ذکر خیر

(امتہ السلام طاہرہ اہلیہ مکرم محمد کلیم خان صاحب مبلغ انچارج مڈیکری، کرناٹک)

خاکسار اپنی جس بہن کا ذکر خیر قلم بند کرنے جا رہی ہے وہ میری سگی بہن تو نہیں تھیں مگر روحانی بہن ضرور تھیں۔ بسا اوقات روحانی رشتے جسمانی رشتوں سے بھی زیادہ مضبوط ہو جایا کرتے ہیں۔ آپ کی وفات 21 اپریل 2023 کو بنگلور میں ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

محترمہ یاسمین سہگل صاحبہ محترم محمد شفیع اللہ صاحب مرحوم سابق صوبائی امیر کرناٹک و گووا کی بڑی صاحبزادی تھیں۔ آپ کی پیدائش 18 جولائی 1958 کو بنگلور میں ہوئی۔ آپ کی شادی محترم طارق سہگل صاحب مرحوم جو محترم بخش الٰہی سہگل صاحب مرحوم کولکاتہ کے صاحبزادے تھے کے ساتھ 30 نومبر 1980 میں ہوئی۔ محترم مولانا محمد عمر صاحب فاضل مرحوم مالاباری مبلغ انچارج کیرالہ نے نکاح پڑھایا۔

میری شادی جلسہ سالانہ قادیان 1994 کے قریب یعنی 12 دسمبر کو ہوئی ان دنوں میرے شوہر محترم محمد کلیم خان صاحب بنگلور میں بطور مبلغ انچارج خدمت بجا لا رہے تھے۔ اس وقت سے میری یاسمین سہگل صاحبہ مرحومہ کے ساتھ اچھے تعلقات ہیں۔ بنگلور مشن ان دنوں زیر تعمیر تھا اور مبلغ کوارٹر میں فیملی کے ساتھ رہائش کی سہولت میسر نہیں تھی۔ آپ نے اس وقت تک اپنے گھر میں ہم کو رکھا جب تک مشن ہاؤس میں فیملی کے ساتھ رہنے کا انتظام نہ ہو گیا۔ اور جب تک ہم بنگلور میں مقیم رہے ہر طرح سے ہمارا خیال رکھا۔ تادم آخر مرحومہ کے ساتھ ہمارے روابط رہے۔ صرف ہمارا ہی نہیں بلکہ سبھی مرکزی نمائندگان کی خدمت میں ہمیشہ مصروف رہا کرتیں۔ آپ کے والد محترم محمد شفیع اللہ صاحب کے پاس بکثرت مہمانان آتے تھے۔ آپ دل سے مہمانوں کی مہمان نوازی کا حق ادا کیا کرتی تھیں اور کہا کرتی تھیں کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان ہیں۔

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بے حد لگاؤ تھا۔ حضرت مرزا وسیم احمد صاحب مرحوم و مغفور اور حضرت امۃ القدوس بیگم صاحبہ جب بھی قادیان دارالامان سے بنگلور تشریف لاتے آپ کے مکان پر ہی دونوں بزرگان کی رہائش ہوا کرتی تھی اور آپ دونوں بزرگان کا ہر طرح خیال رکھا کرتیں اور خوب خدمت کیا کرتی تھیں اور دونوں کی دعائیں حاصل کرتیں۔ اپنے شوہر کے ہمراہ جلسہ سالانہ لندن میں شمولیت کی توفیق پائی۔ آپ باقاعدگی کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کرتیں اور نماز کی پابند اور غریبوں کی ہمدرد خاتون تھیں۔

آپ کے شوہر مکرم طارق سہگل صاحب بنگلور سے ایک شادی میں شمولیت کی غرض سے کولکاتہ مع اہل خانہ تشریف لے گئے۔ وہاں آپ کو کورونا ہو گیا۔ ہر ممکن علاج کی کوشش کی گئی۔ بالآخر اللہ تعالیٰ کی تقدیر غالب آئی اور مورخہ 16 اپریل 2021 بروز جمعہ رمضان المبارک کے پہلے عشرہ میں وفات پا گئے۔ اور کولکاتہ میں ہی تدفین عمل میں آئی۔ مرحومہ نے بڑے حوصلے اور ہمت کے ساتھ شوہر کی وفات کا صدمہ برداشت کیا۔ اللہ تعالیٰ مکرم طارق سہگل صاحب کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے آمین۔

آپ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے والدین کی خدمت کا بھی خوب موقعہ ملا۔ آپ ایک بہت ہی مخلص احمدی خاتون تھیں۔ آپ کے پڑدادا حضرت موسیٰ رضا صاحب بنگلور کے سب سے پہلے احمدی تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے۔ پھر آپ کے ذریعہ دوسرے خاندان بھی اس وقت احمدیت کی آغوش میں آتے گئے۔

آپ کے بھائی مکرم محمد سمیع اللہ صاحب مجلس عاملہ بنگلور میں محاسب کے طور پر خدمت بجا لا رہے ہیں اور چھوٹی ہمشیرہ محترمہ منورہ سلطانہ جواز صاحبہ کو صدر لجنہ اماء اللہ بنگلور کے طور پر خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔

آپ اپنے بھائی مکرم محمد سلیم اللہ صاحب مرحوم کے بڑے بیٹے عزیز زید موسیٰ رضا کی شادی کی تقریب میں شرکت کی غرض سے بنگلور سے حیدر آباد تشریف لے گئیں اور سب سے ملاقات کی۔ بنگلور واپس آنے کے چند دن بعد معلوم ہوا کہ آپ کو کینسر ہے۔ نو ماہ کینسر کی بیماری سے بہت صبر کے ساتھ لڑتی رہیں مگر کبھی ناشکری کے الفاظ زبان پر نہیں لائیں بلکہ ہسپتال میں ڈاکٹر اور وہاں کے اسٹاف کو جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچاتی رہیں۔ ماہ رمضان میں 21 اپریل 2023ء جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب کو اپنے رب کریم کے حضور حاضر ہو گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ایک سال قبل شوہر کی وفات بھی رمضان المبارک میں ہوئی۔ خدا تعالیٰ کی رضا میں ہمیشہ راضی رہنے والی بہت ہی اعلیٰ اخلاق کی مالک تھیں۔ آپ نے اپنے بھائی، شوہر اور والد کی وفات کا صدمہ بڑے حوصلے کے ساتھ برداشت کیا۔

آپ نے اپنے دونوں بچوں عزیز رومانہ سہگل اور عزیز محمد شارق سہگل کی بہترین تربیت کی اور اعلیٰ اخلاق کا حامل بنایا۔

اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے اور اپنے قرب خاص میں جگہ دے۔ آپ کی اولاد کو آپ کی نیکیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

......☆......☆......☆......

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 11/جولائی 2023ء بروز منگل 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نمازِ جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرم ڈاکٹر منور احمد عطاء صاحب
(آلڈرشارٹ، یو.کے)

7/جولائی 2023ء کو 63 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ حضرت حکیم غلام محمد صاحب رضی اللہ عنہ اور حضرت استانی میمونہ صوفیہ صاحبہ رضی اللہ عنہا کے پوتے، حضرت خواجہ عبد القیوم بٹ صاحب رضی اللہ عنہ کے نواسے اور مکرم غلام احمد عطاء صاحب (سابق وکیل الزراعت تحریک جدید ربوہ) کے بیٹے تھے۔ مرحوم پاکستان سے ہجرت کرکے پہلے بلجیم اور پھر برطانیہ آگئے۔ خدمت دین اور تبلیغ کا بہت شوق رکھتے تھے۔ آپ نے مختلف جماعتی اور تنظیمی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ قائد خدام الاحمدیہ ضلع رحیم یار خان بھی رہے۔ جلسہ سالانہ یوکے پر سالہاسال سیکیورٹی کی ڈیوٹی بہت اخلاص کے ساتھ دیتے رہے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، سادہ مزاج، مہمان نواز، صدقہ وخیرات کرنے والے، ہمدرد، مخلص اور فدائی انسان تھے۔ خلافت سے عشق و وفا کا گہرا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی شامل ہیں۔ آپ کے بیٹے مکرم منصور احمد عطاء صاحب شعبہ آئی ٹی (اسلام آباد) میں جبکہ بیٹی عزیزہ ملاحت وائس آف اسلام میں خدمت کی توفیق پا رہی ہیں۔ آپ مکرمہ امۃ السلام صاحبہ (نیشنل صدر لجنہ کینیڈا) کے بھائی اور مکرم رفیق مبارک میر صاحب (وکیل المال ثالث) کے بہنوئی تھے۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرمہ ہاجرہ بیگم صاحبہ
اہلیہ مکرم مرزا عبد الرحمان صاحب (ربوہ)

11/مئی 2005ء کو 71 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ نے کوئٹہ سے تعلیم حاصل کی اور شادی کے بعد اپنے خاوند کے ساتھ ربوہ شفٹ ہوگئیں۔ 1958ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرکے جماعت احمدیہ میں شامل ہوئیں۔ مرحومہ کے بھائی اور ایک بہن غیر از جماعت تھے۔ وہ ان کو جماعت چھوڑنے کا کہتے تو آپ ان سے کہتی تھیں کہ آپ سب کو چھوڑ دوں گی لیکن میں نے امام مہدی کو مان لیا ہے، ان کو نہیں چھوڑوں گی اور پھر آخری دم تک ثابت قدم رہیں۔ مرحومہ کا خاندان کوئٹہ میں ہی ہے اور غیر از جماعت ہے۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور قرآن کریم کی باقاعدگی سے تلاوت کرتی تھیں۔ مرحومہ متوکل علی اللہ اور اصول پرست، دوسروں کی ہمدرد اور مدد کرنے والی فراخ دل خاتون تھیں۔ تمام چندہ جات کی ادائیگی بروقت کیا کرتی تھیں۔ ربوہ میں جلسوں کے ایام میں بڑی خوش دلی سے مہمانوں کی خدمت کرتیں اور ان کیلئے ہر سال نئے بستر تیار کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں 5 بیٹیاں اور 4 بیٹے شامل ہیں۔ آپ کی بیٹی مکرمہ ڈاکٹر شازیہ تحسین صاحبہ اہلیہ مکرم میر ظفر اللہ خان صاحب (مربی سلسلہ) کو فضل عمر ہسپتال ربوہ کے شعبہ گائنی میں 2005 سے خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔

(2) مکرم مرزا عبد الرحمان صاحب
ابن مکرم مرزا فضل دین صاحب آف گورداسپور (ربوہ)

10/جنوری 2023ء کو 93 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کے بڑے بھائی مکرم مرزا عبد الحق صاحب (المعروف مدینہ ٹینٹ سروس ربوہ) کے ذریعہ آئی اور بعد ازاں مرحوم 1958ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرکے احمدیت میں شامل ہوئے۔ مرحوم نے تعلیم شیخوپورہ سے حاصل کی۔ پنجگانہ نمازوں اور تلاوت قرآن کریم کے پابند تھے۔ تمام عرصہ اپنے چندہ جات کو باقاعدگی سے ادا کرتے رہے۔ مرحوم کی خاص صفت مہمان نوازی تھی۔ خوش مزاج اور ملنسار طبیعت کے مالک انسان تھے۔ مرحوم کو دینی کتب کے مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ 35 سال کوئٹہ میں رہے اور اس دوران غیر از جماعت رشتہ داروں کو مسلسل تبلیغ کرتے رہے۔ شادی کے بعد ربوہ شفٹ ہوگئے۔ پسماندگان میں 5 بیٹیاں اور 4 بیٹے شامل ہیں۔ آپ کی بیٹی مکرمہ ڈاکٹر شازیہ تحسین صاحبہ اہلیہ مکرم میر ظفر اللہ خان صاحب (مربی سلسلہ) کو فضل عمر ہسپتال ربوہ میں بیگم زبیدہ بانی ونگ کے شعبہ گائنی میں خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔

(3) مکرم رائے عبد القادر منگلا صاحب
ابن مکرم حاجی صالح صاحب (ربوہ)

9/فروری 2023ء کو 91 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم نے 1954ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ آپ کی ساری عمر خدمت دین اور تبلیغ کرتے ہوئے گزری۔ آپ نے امیر حلقہ، صدر جماعت، سیکرٹری اصلاح وارشاد، سیکرٹری دعوت الی اللہ، سیکرٹری وصایا اور امام الصلوٰۃ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم پنجوقتہ نمازوں اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، تہجد گزار، متوکّل علی اللہ، زیرک، معاملہ فہم، غریب پرور، نیک مخلص انسان تھے۔ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا گہرا مطالعہ تھا۔ مربیان اور واقفین زندگی کا بہت احترام کرتے تھے۔ 1974ء اور 1984ء کے کٹھن حالات کا بڑی جواں مردی سے مقابلہ کیا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور ایک بیٹی شامل ہیں۔ آپ مکرم اسلم شاد منگلا صاحب (سابق پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ) کے بڑے بھائی اور مکرم نوید احمد منگلا صاحب (مربی سلسلہ واستاد مدرسۃ الظفر وقف جدید ربوہ) کے والد تھے۔

(4) مکرمہ فریدہ کوثر صاحبہ
بنت مکرم محمد صادق صاحب (دار البرکات ربوہ)

18/مارچ 2023ء کو 50 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ نمازوں کی پابند اور تہجد گزار، اچھے اخلاق کی مالک، ملنسار اور مخلص خاتون تھیں۔ حضور انور کے خطبات اور MTA باقاعدگی سے سنا کرتی تھیں۔ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں اور چندہ جات کی اول فرصت میں ادائیگی کی بہت پابند تھیں اور مالی قربانی کے علاوہ بھی صدقہ وخیرات کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ پردہ کی بھی سخت پابند تھیں۔ خلافت سے والہانہ لگاؤ تھا۔ مرحومہ نے لجنہ ہال اور سرائے مسرور میں ایک طویل عرصہ تک سیکیورٹی کی خدمت سرانجام دی۔ محلے میں سیکرٹری صنعت و دستکاری کی خدمت بھی بجالاتی رہیں۔ خدمت خلق کا بہت جذبہ تھا۔ غریب لوگوں کا بڑی سادگی اور رازداری کے ساتھ خیال رکھا کرتی تھیں۔ پسماندگان میں والد کے علاوہ 2 بھائی اور 2 بہنیں شامل ہیں۔ آپ مکرم آصف محمود صاحب (مربی سلسلہ سیرالیون) کی بہن تھیں۔ آپ کے بھانجے سلمان یوسف صاحب (مربی سلسلہ) آجکل کینیڈا کی جماعت Airdrie میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(5) مکرم عبد الرؤوف سیٹھی صاحب
ابن مکرم عبد العزیز سیٹھی صاحب (کینیڈا)

9/اپریل 2023ء کو سسکاٹون کینیڈا میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسل میں سے تھے اور محترم شیخ عبد الخالق صاحب (الشرکۃ الاسلامیہ) کے داماد تھے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، تہجد گزار، خلیق، ملنسار، حقوق اللہ اور حقوق العباد بجالانے والے، ایک نیک فطرت اور نفع رساں وجود تھے۔ حقوق العباد کی ادائیگی میں غیر معمولی فراست سے کام لیتے اور اگر کسی ضرورت مند کا علم ہوتا تو پہلی فرصت میں کوشش کرتے کہ اس کی ضرورت پوری ہو جائے۔ خلافت کے ساتھ انتہائی محبت اور اخلاص کا تعلق تھا۔ مرحوم بوقتِ وفات بطور سیکرٹری تحریک جدید جماعت سسکاٹون ساؤتھ ویسٹ خدمت سرانجام دے رہے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

(6) مکرم محمد نواز چیمہ صاحب
(رحمت آباد سانگرہ)

22/مارچ 2023ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کے پڑدادا حضرت چودھری عزیز احمد صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ بیعت کے بعد انہوں نے اپنی بقیہ ساری زندگی قادیان میں گزاری اور اپنی اولاد کو احمدیت اور خلافت کے ساتھ وفا اور پختہ تعلق کا درس دیتے رہے۔ مرحوم اپنوں اور غیروں سب کے ساتھ بلا استثناء ہمدردی کا جذبہ رکھتے تھے اور اپنے کاموں سے زیادہ دوسروں کی خدمت میں ہمیشہ کوشاں رہتے اور اس میں راحت اور خوشی محسوس کرتے تھے۔ آپ نے تاوقت وفات رحمت آباد (سانگرہ) کے صدر کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ شدید مخالفت کے باوجود رحمت آباد میں مسجد کی تعمیر بھی کروائی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم شہباز احمد صاحب (کارکن مرزا شریف احمد فاؤنڈیشن۔ اسلام آباد۔ یوکے) کے والد تھے۔

(7) مکرمہ قمر اقبال بٹ صاحبہ بنت مکرم حافظ عبد الواحد صاحب مرحوم واقف زندگی (جرمنی)

4/مئی 2023ء کو 78 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت عبد الحکیم بٹ صاحب رضی اللہ عنہ کی پوتی تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، متوکل علی اللہ، مہمان نواز، غریب پرور، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے دلی عقیدت کا تعلق تھا۔ جماعتی پروگراموں میں حتی المقدور شامل ہوتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اوران کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

......☆......☆......☆......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

ڈرو یارو کہ وہ بینا خدا ہے ✡ اگر سوچو، یہی دارُ الجزاء ہے
مجھے تقویٰ سے اُس نے یہ جزا دی ✡ فَسُبۡحَانَ الَّذِیۡ اَخۡزَی الۡاَعَادِیۡ

طالبِ دُعا: زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

سب کا وہی سہارا رحمت ہے آشکارا ✡ ہم کو وہی پیارا دِلبر وہی ہمارا
اُس بِن نہیں گزارا غیر اُس کے جھوٹ سارا ✡ یہ روز کر مبارک سُبۡحٰنَ مَنۡ یَّرَانِیۡ

طالبِ دُعا: سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

قرآن شریف کا مدنظر تمام دنیا کی اصلاح ہے اور اسکی مخاطب کوئی خاص قوم نہیں
بلکہ کھلے کھلے طور پر بیان فرماتا ہے کہ وہ تمام انسانوں کیلئے نازل ہوا ہے اور ہر ایک کی اصلاح اس کا مقصود ہے

’’تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 3؍فروری 2023 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کو کس غرض سے بھیجا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کو قرآن کریم کی اشاعت کیلئے بھیجا ہے، قرآن کریم کی حفاظت کیلئے بھیجا ہے، آپؑ کو وہ معارف سکھائے ہیں جو لوگوں سے پوشیدہ تھے، آپؑ کے ذریعے قرآن کریم کے فیض کا ایک چشمہ جاری فرمایا ہے، آپؑ تو آئے ہی قرآن کریم کی حکومت کو دنیا میں قائم کرنے کیلئے ہیں۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے والوں کو دنیا کو کیا بتانے کی ضرورت ہے؟

جواب حضور انور فرماتے ہیں: آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے والوں کو...... دنیا کو بتانے کی ضرورت ہے، ہم پر کفر کے فتوے لگانے والوں کو دکھانے کی ضرورت ہے کہ احمدی صرف پرانے قصوں ہی کو بیان نہیں کرتے بلکہ آج بھی زندہ کتاب اور زندہ رسول کے ماننے والوں پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے اترنے پر یقین رکھتے ہیں، اس بات پہ یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آج بھی بولتا ہے۔

سوال قرآن کریم کا مدنظر کیا ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: قرآن شریف کا مدنظر تمام دنیا کی اصلاح ہے اور اسکی مخاطب کوئی خاص قوم نہیں بلکہ کھلے کھلے طور پر بیان فرماتا ہے کہ وہ تمام انسانوں کیلئے نازل ہوا ہے اور ہر ایک کی اصلاح اس کا مقصود ہے۔

سوال خدا نے ہم پر کیا احسان کیا ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی، یہ نہایت پیاری نعمت ہے، یہ بڑی دولت ہے۔

سوال خدا کی اس سلسلے کو قائم کرنے کی کیا غرض تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو اس لئے قائم کیا ہے تا وہ اسلام کی سچائی پر زندہ گواہ ہو اور ثابت کرے کہ وہ برکات اور آثار اس وقت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل اتباع سے ظاہر ہوتے ہیں جو تیرہ سو برس پہلے ظاہر ہوتے تھے

سوال حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قرآن کریم کے فیوض کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: اسکے فیوض و برکات کا در ہمیشہ جاری ہے اور وہ ہر زمانہ میں اسی طرح نمایاں اور درخشاں ہے جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تھا۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآن کریم کی تعلیم کے کامل اور مکمل ہونے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: میرا مذہب یہی ہے کہ قرآن اپنی تعلیم میں کامل ہے اور کوئی صداقت اس سے باہر نہیں کیونکہ اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے۔ وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (النحل: 90) یعنی ہم نے تیرے پر وہ کتاب اتاری ہے جس میں ہر ایک چیز کا بیان ہے اور پھر فرماتا ہے مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ (الانعام: 39) یعنی ہم نے اس کتاب سے کوئی چیز باہر نہیں رکھی لیکن ساتھ اسکے یہ بھی میرا اعتقاد ہے کہ قرآن کریم سے تمام مسائل دینیہ کا استخراج و استنباط کرنا اور اسکی مجملات کی تفاصیل صحیحہ پر حسب منشاء الٰہی قادر ہونا ہر ایک مجتہد اور مولوی کا کام نہیں۔ بلکہ یہ خاص طور پر ان کا کام ہے جو وحی الٰہی سے بطور نبوت یا بطور ولایت عظمیٰ مدد دیئے گئے ہوں۔ سو ایسے لوگوں کیلئے جو استخراج و استنباط معارف قرآنی پر بعِلّت غیر مُلْھَم ہونے کے قادر نہیں ہوسکتے یہی سیدھی راہ ہے کہ وہ بغیر قصد استخراج و استنباط قرآن کے ان تمام تعلیمات کو جو سنن متوارثہ متعاملہ کے ذریعہ سے ملی ہیں بلا تامل و توقف قبول کرلیں۔

سوال کون سی تین چیزیں ہماری ہدایت کیلئے خدا نے ہمیں عطا کی ہیں؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: میرا مذہب یہ ہے کہ تین چیزیں ہیں کہ جو تمہاری ہدایت کیلئے خدا نے تمہیں دی ہیں۔ سب سے اوّل قرآن ہے جس میں خدا کی توحید اور جلال اور عظمت کا ذکر ہے اور جس میں ان اختلافات کا فیصلہ کیا گیا ہے جو یہود اور نصاریٰ میں تھے جیسا کہ یہ اختلاف اور غلطی کہ عیسیٰ بن مریم صلیب کے ذریعہ قتل کیا گیا اور وہ لعنتی ہوا اور دوسرے نبیوں کی طرح اُس کا رفع نہیں ہوا۔

سوال قرآن مجید سے ہمیں کیا حاصل ہوگا؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔

سوال نجات یافتہ کون ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: نجات یافتہ وہ ہے جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اَور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اَور کتاب ہے۔ اور کسی کیلئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کیلئے زندہ ہے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام لفظ خاتم النبیین کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: خاتم النبیین کا لفظ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بولا گیا ہے بجائے خود چاہتا ہے اور بالطبع اسی لفظ میں یہ رکھا گیا ہے کہ وہ کتاب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے وہ بھی خاتم الکتب ہو اور سارے کمالات اس میں موجود ہوں اور حقیقت میں وہ کمالات اس میں موجود ہیں۔

سوال کون سا مذہب سچا ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: سچا وہی مذہب ہے کہ جو اس زمانہ میں بھی خدا کا سننا اور بولنا دونوں ثابت کرتا ہے۔ سچے مذہب میں خدا تعالیٰ اپنے مکالمہ مخاطبہ سے اپنے وجود کی آپ خبر دیتا ہے۔ خدا شناسی ایک نہایت مشکل کام ہے دنیا کے حکیموں اور فلاسفروں کا کام نہیں ہے جو خدا کا پتہ لگاویں کیونکہ زمین و آسمان کو دیکھ کر صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ اِس ترکیب محکم اور ابلغ کا کوئی صانع ہونا چاہئے مگر یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ فی الحقیقت وہ صانع موجود بھی ہے۔ اور ہونا چاہئے اور ہے میں جو فرق ہے وہ ظاہر ہے۔ پس اس وجود کا واقعی طور پر پتہ دینے والا صرف قرآن شریف ہے جو صرف خدا شناسی کی تاکید نہیں کرتا بلکہ آپ دکھلا دیتا ہے۔ اور کوئی کتاب آسمان کے نیچے ایسی نہیں ہے کہ اس پوشیدہ وجود کا پتہ دے۔

سوال قرآن کریم کی انجیل اور دوسری مذہبی کتب پر برتری ثابت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا فرماتے ہیں؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: قرآن شریف ایک کامل اور زندہ اعجاز ہے اور کلام کا معجزہ ایسا معجزہ ہوتا ہے کہ کبھی اور کسی زمانہ میں وہ پرانا نہیں ہوسکتا اور نہ فنا کا ہاتھ اس پر چل سکتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا اگر آج نشان دیکھنا چاہیں تو کہاں ہے؟ کیا یہودیوں کے پاس وہ عصا ہے اور اس میں کوئی قدرت اس وقت بھی سانپ بننے کی موجود ہے وغیرہ وغیرہ۔ غرض جس قدر معجزات کل نبیوں سے صادر ہوئے ان کے ساتھ ہی ان معجزات کا بھی خاتمہ ہوگیا۔ مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ایسے ہیں کہ وہ ہر زمانہ میں اور ہر وقت تازہ بتازہ اور زندہ موجود ہیں۔ ان معجزات کا زندہ ہونا اور ان پر موت کا ہاتھ نہ چلنا صاف طور پر اس امر کی شہادت دے رہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی زندہ نبی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ نام کے سوا اسلام کا کچھ باقی نہیں رہے گا، الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ باقی نہیں رہے گا اس زمانے کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر تو آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی، ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہوں گے، ان میں سے ہی فتنے اٹھیں گے اور ان میں ہی لوٹ جائیں گے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 27؍جنوری 2006 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال خطبہ کے شروع میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کون سی آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ ہود کی آیت نمبر 118 کی تلاوت فرمائی وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ۔

سوال 8؍اکتوبر 2005ء کو پاکستان میں جو زلزلہ ہوا اس میں کتنی تباہی ہوئی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: 8؍اکتوبر 2005ء کو پاکستان کے شمالی علاقہ جات میں اور خاص طور پر کشمیر میں انتہائی خوفناک زلزلے کی وجہ سے تباہی پھیلی۔ اس میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد تقریباً 87 ہزار بتائی جاتی ہے۔

سوال 2005ء میں امریکہ میں کیا تباہی ہوئی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: 2005ء میں ہی امریکہ میں سمندری طوفان کی وجہ سے ایک بہت بڑی تباہی آئی، پھر اور ملکوں میں سیلابوں وغیرہ کے ذریعہ سے تباہیاں آئیں، ویانا وغیرہ میں بھی، ان جگہوں پر بھی ہیومینیٹی فرسٹ نے بہت کام کیا ہے۔ اور جہاں بھی کام کیا احمدی کیونکہ بڑا لگ کر کام کرتا ہے ان کے کام کو سراہا گیا تو بہرحال انسانیت کے رشتے کے ناطے یہ ہمارا فرض بنتا ہے کہ خدمت انسانیت کریں اور اس کیلئے کسی سے ہمیں اجر نہیں لینا یہ تو ہمارے فرائض سے تعلق رکھنے والی بات ہے، فرائض میں شامل ہے۔

سوال کئی احمدی ان تباہیوں اور زلزلوں کو دیکھ کر کیا سوال کرتے ہیں؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: کئی احمدی ان تباہیوں اور زلزلوں کو دیکھ کر یہ بھی سوال کرتے ہیں، لکھتے ہیں کہ اس زلزلے میں تو کئی معصوم جانیں بھی ضائع ہوگئیں اور بعض احمدی کہتے ہیں اگر یہ عذاب تھا تو جو لوگ شرارتی تھے، ظالم تھے ان پر آنا چاہئے تھا معصوم بچے عورتیں کیوں اس کا شکار ہوگئیں۔

سوال روزنامہ پاکستان نے زلزلے کی تباہی کے متعلق

کیا بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: روزنامہ پاکستان کی ایک خصوصی اشاعت شائع ہوئی تھی اس میں وہ لکھتا ہے کہ حالیہ تباہ کن زلزلے نے ہر طرف تباہی پھیلا دی ہے، ہر طرف سے چیخوں اور سسکیوں کی آوازیں آ رہی ہیں۔ ہنستے بستے گھرانے نیست و نابود ہو گئے ہیں۔ جہاں کل تک قہقہے بلند ہوتے تھے وہاں موت کا گھمبیر سناٹا طاری ہو چکا ہے۔ انسانیت بلبلا رہی ہے، آدمیت ماتم کر رہی ہے، الفاظ مرثیوں کا روپ دھار چکے ہیں۔ آنکھوں کے آنسو تمام تر بہہ چکے اور چہروں کے رنگ اڑ چکے ہیں۔ شدید ترین زلزلے نے جہاں بہت جانی اور مالی نقصان کیا وہاں بہت سے سوالات بھی پیدا کر دیئے ہیں کہ کیا یہ ہمارے اعمال کی سزا ہے؟ کیا یہ ہماری آزمائش ہے، اگر یہ آزمائش تھی تو پھر ایک ہی علاقے میں کیوں، اعمال کی سزا ہے تو معصوم لوگ کیوں ہلاک ہوئے؟ کیا یہ زلزلہ حضرت عیسیٰؑ کی آمد کی نشانی ہے؟ تو انہوں نے مختلف علماء کو دعوت دی کہ ان کے جواب دیں تو اس فورم میں جو لوگ آئے اور جو بیان دیئے ان میں سے چند ایک مَیں یہاں رکھتا ہوں۔

سوال ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری نے زلزلہ کی تباہی کے متعلق افسوس کرتے ہوئے کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری، ایک معروف اسلامی سکالر ہیں، افسوس کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حالیہ زلزلہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عبرتناک، بہت بڑی تنبیہ، ایک بہت بڑا سبق ہے۔ عوام، سیاستدان علماء و حکمران اس سے سبق سیکھیں۔ عوام کیلئے تو اس لئے کہ ان میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جو مسلمان ہو کر کلمہ پڑھ کر اپنی حرکتوں سے اسلام اور کلمہ کو بدنام کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔ نہ حقوق اللہ کی فکر کرتے ہیں اور نہ ہی انسانی حقوق کا احساس کرتے ہیں، اور جو کلمہ پڑھنے والے اور اس کو سمجھنے والے اور اس کا فہم و ادراک رکھنے والے ہیں ان کو تو انہوں نے ویسے ہی خارج کر دیا ہے۔

سوال حضور انور نے حافظ عبد المنان صاحب کے زلزلے کے متعلق کیا تاثرات بیان فرمائے ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حافظ عبد المنان صاحب کہتے ہیں کہ یہ ہماری کوتاہیوں اور غفلتوں کا نتیجہ تھا۔ اس میں ہلاک ہونے والے معصوم لوگوں کی وفات پر ہمیں افسوس ہے مگر ان کی ہلاکت ہمارے لئے ایک سبق ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے وقت آ جاتا ہے تو پھر کسی کو بھی بچنے کی مہلت نہیں ملتی۔ ہمیں اس زلزلے کے بعد اپنے رویوں کو تبدیل کرنا چاہئے اور اپنے مالک کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔

سوال جنوری 2001ء میں انڈیا میں کتنا بڑا زلزلہ آیا تھا؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جنوری 2001ء میں یعنی پہلے سال میں ہی انڈیا میں ایک بڑا زلزلہ آیا۔ تقریباً 7.9 ریکٹر (Rechter) سکیل پر اس کا میگنی چیوڈ (Magnitude) تھا اور اس میں تقریباً 20 ہزار سے زائد آدمی مرے۔

سوال حضور انور نے 2003 میں ایران اور پاکستان کے زلزلہ کا کیا ذکر فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: 2003ء میں ایران کا زلزلہ آیا۔ پھر سونامی آیا جس میں کہتے ہیں 2 لاکھ 83 ہزار موتیں ہوئیں۔ پھر پاکستان میں آیا۔ تو یہ پانچ بڑی بڑی تباہیاں نئی صدی کے پہلے پانچ سالوں میں آئی ہیں۔

سوال اسلام کی زوال کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا پیشگوئی فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب ایسا زمانے آئے گا کہ نام کے سوا اسلام کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ اس زمانے کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر تو آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ ان میں سے ہی فتنے اٹھیں گے اور ان میں ہی لوٹ جائیں گے۔ عُلَمَآءُ هُمْ شَرٌّ مَنْ تَحْتَ اَدِيْمِ السَّمَآءِ مِنْ عِنْدِهِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ وَفِيْهِمْ تَعُوْدُ۔ بدترین مخلوق ہوں گے اور ان میں سے بھی فتنے اٹھیں گے۔ اور ان میں ہی لوٹ جائیں گے۔ یعنی تمام خرابیوں کے یہی سرچشمے ہوں گے۔

سوال مکہ میں جب قحط پڑا تو لوگوں نے کیا اعتراض کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ مکّہ میں جب قحط پڑا تو اس میں بھی اوّل غریب لوگ ہی مرے۔ لوگوں نے اعتراض کیا کہ ابو جہل جو اس قدر مخالف ہے وہ کیوں نہیں مرا۔ حالانکہ اس نے تو جنگ بدر میں مرنا تھا۔ اس کیلئے اللہ تعالیٰ نے ایک وقت رکھا ہوا تھا کس طرح اس نے مرنا ہے تا کہ لوگوں کیلئے نشان بنے۔

سوال جو کوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے آئے ہوئے کی تکذیب کرتا ہے تو اس کے نتیجہ میں کیا ہوتا ہے؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: سنت اللہ اسی طرح پہ جاری ہے کہ جب کوئی خدا کی طرف سے آتا ہے اور اسکی تکذیب کی جاتی ہے تو طرح طرح کی آفتیں آسمان سے نازل ہوتی ہیں جن میں اکثر ایسے لوگ پکڑے جاتے ہیں جنکا اس تکذیب سے کچھ تعلق نہیں۔ پھر رفتہ رفتہ ائمۃ الکفر پکڑے جاتے ہیں اور سب سے آخر پر بڑے شریروں کا وقت آتا ہے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے کے بعد اگر اپنی حالتوں کو نہیں بدلیں گے تو کیا ہوگا؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: اے یورپ! تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ مَیں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اسکی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنے چہرہ دکھلائے گا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں۔

......☆......☆......☆......

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

چونکہ نعوذ باللہ من ذالک ان کے نزدیک مسجد نبوی کے منبر بھی نصرانی بناتے رہے اس لئے اگر "ندوہ" کی بھی تعمیر نصرانی نے کر دی تو کیا فرق پڑتا ہے مگر ساتھ ہی پھر یہ بھی ماننا پڑا کہ :

"وَنَحْنُ عَلٰى يَقِيْنٍ مِنْ اَنَّ الْمُسْلِمِيْنَ كَمَا يُسْلِمُ اَذْعَانَهُمْ لِحُكُوْمَتِهِمْ يَزِيْدُوْنَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْعُلَمَاءِ النَّاشِئِيْنَ طَاعَةً وَانْقِيَادًا لِلْحُكُوْمَةِ۔ وَالْاٰنَ نُقَدِّمُ اِلٰى جَنَابِكُمْ اَزْكَى التَّشَكُّرَاتِ حَيْثُ تَفَضَّلْتُمْ عَلَيْنَا بِقَطِيْعَةٍ مِنَ الْاَرْضِ لِنَرْفَعَ عَلَيْهَا قَوَاعِدَ مَدْرَسَتِنَا"

ترجمہ :: ہم اس یقین پر قائم ہیں کہ جیسا کہ مسلمان، حکومت کی اطاعت و فرمانبرداری کا جؤا اپنی گردن پر رکھتے ہیں، وہ ان پیدا ہونے والے علماء (یعنی ندوہ سے فارغ ہونے والے علماء) کی بدولت حکومت کی اطاعت و فرمانبرداری میں اور بھی آگے بڑھیں گے۔ اور اب میں آپ کے حضور بہت ہی پاکیزہ جذبات و تشکرات کا اظہار کرتا ہوں کہ آپ نے ہمیں زمین کا ایک ٹکڑا عنایت فرمایا تا کہ ہم اس پر اپنے مدرسہ کی بنیاد اٹھا سکیں۔

"الندوہ" جولائی 1908 جلد 5 صفحہ 1 میں یہ بات کھل کر کہی گئی ہے کہ اسکے مقاصد کیا ہیں۔ فرماتے ہیں :

''ندوہ اگرچہ پالیٹکس سے بالکل الگ ہے لیکن چونکہ اس کا اصلی مقصد روشن خیال علماء کا پیدا کرنا ہے اور اس قسم کے علماء کا ایک ضروری فرض یہ بھی ہے کہ گورنمنٹ کی برکاتِ حکومت سے واقف ہوں اور ملک میں گورنمنٹ کی وفاداری کے خیالات پھیلائیں۔''

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

"یہ ہے جسے انگریزی میں کہتے ہیں "Cat is out of the bag" کہ بلی تھیلے سے باہر آ گئی۔ تو یہ ان کی حالت ہے۔ کیسے جھوٹ اور مکر کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جماعت احمدیہ پر حملے کرتے ہیں مگر اپنا اندرونہ چھپاتے ہیں جسے انہوں نے خود تسلیم کیا ہے اور بتایا ہے کہ مقاصد کیا ہیں؟ کس نے بنیاد رکھی؟ یہ سارے ثبوت تاریخی طور پر موجود ہیں کسی احمدی کا اس میں کوئی دخل نہیں اور نہ ہی کوئی رائے قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جسے تحریک نجدیت کہا جاتا ہے اسے مسلسل انگریز کی حمایت حاصل رہی ہے اور ان کے وہ معاہدے تاریخ کی کتاب میں چھپے ہوئے موجود ہیں جن کی اصل تحریرات یہاں لندن کی لائبریریوں میں موجود ہیں اور ان میں آپ ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ انگریزوں نے باقاعدہ معاہدہ کر کے اہل حدیث کی تحریک یعنی وہابی تحریک اور موجودہ سعودی حکومت کے بانی کا آپس میں ایک تعلق قائم کروایا اور جہاد کی ایک مومنٹ چلوائی۔ انگریز کے خلاف نہیں، وہ تو ان کا سربراہ تھا اور انہیں پانچ ہزار پاؤنڈ کی سالانہ مدد بھی دے رہا تھا۔ تو وہ جہاد کی مومنٹ کس کے خلاف چلائی تھی؟ وہ ترکی کی مسلمان حکومت کے خلاف تھی۔

(خطبات طاہر جلد 4 خطبہ جمعہ یکم فروری 1985 سے ماخوذ، حوالوں پر تبصرہ بھی حضور رحمہ اللہ کا ہے)

ہم نے متعدد حوالے پیش کئے کہ کس طرح غیر احمدی علماء انگریزی سلطنت کی تعریف میں قصیدے پڑھتے رہے۔ اور ان سے فائدے حاصل کرتے رہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو کچھ کہا حق کے طور پر کہا اور آپؑ نے کبھی کوئی فائدہ گورنمنٹ سے حاصل نہیں کیا۔ اگر انگریزوں نے آپؑ کو اپنے ساتھ ملا کر مسلمانوں کے خلاف سازش کی تھی تو ثابت کرنا چاہئے کہ انگریزوں نے آپؑ کو کیا فائدہ پہنچایا۔ جھوٹوں کا کام ثبوت دینا نہیں ہوتا محض لفاظی ہوتی ہے۔ اخبار منصف کے ایڈیٹر نے صرف لفاظی کی ہے۔ اللہ انہیں عقل دے۔ آئندہ شمارہ میں ہم اس الزام کا جواب دیں گے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام انگریزوں سے جہاد کے منکر تھے۔ (منصور احمد مسرور)

......☆......☆......☆......

شعبہ نور الاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں

اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.

Love For All, Hatred For None

AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143

JMB

وصـــایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہوتو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔(سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر11504: میں محسنہ ٹی ٹی زوجہ مکرم طارق احمد ایس صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ social worker عمر23 سال پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: تسنیم (Cherumcode Rd) کاواسیری ڈاکخانہ Alathur ضلع پالاکاڈ، مستقل پتہ: Thekkinithel(H)Manoor ڈاکخانہ Kaladi ضلع ارناکولم صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش و حواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 28 مئی 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر 350000 روپے ہے۔میرا گزارہ آمداز ملازمت ماہوار 193200 ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: جمیلہ سی پی　　الامۃ: محسنہ ٹی ٹی　　گواہ: لقمان احمد ایس

مسل نمبر11505: میں صباح الدین احمد ولد مکرم شجاع الدین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 18 جنوری 1990 پیدائشی احمدی ساکن 65-A (باناما لی گھوشل لین) Behala کولکاتہ صوبہ مغربی بنگال، بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 7 مئی 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اسوقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز ملازمت ماہوار 37000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اسپر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شہادت حسین لاج　　العبد: صباح الدین احمد　　گواہ: شجاع الدین

مسل نمبر11506: میں مرتضیٰ علی ولد مکرم شمشیر علی صاحب قوم احمدی مسلمان ریٹائرڈ تاریخ پیدائش 1934 تاریخ بیعت 1955 ساکن 10/1 (Basudebpur Road) مسجد پارا (کولکاتہ) مغربی بنگال، بقائمی ہوش و حواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 7 مئی 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمداز ماہوار 2500 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شجاع الدین　　العبد: مرتضیٰ علی　　گواہ: شہادت حسین لاج

مسل نمبر11507: میں عارفین زوجہ مکرم طلحہ بن منیر صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 19 جنوری 1998 پیدائشی احمدی موجودہ پتا: شارجہ، مستقل پتا: ہاؤس نمبر 9-6-177/A حیدرآباد صوبہ تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 11 جنوری 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور طلائی 194.9 گرام 22 کیریٹ حق مہر 50000 روپے۔میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 50AED ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: Jamnas Sooppikka　　الامۃ: عارفین　　گواہ: Jaseem Sooppikka

مسل نمبر11508: میں Hyruneesa Sirajudeen زوجہ مکرم سراج الدین سی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 47 سال پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: شارجہ، مستقل پتہ: کولائل ہاؤس (پنگاڑی) کنّور صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 19 مارچ 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔سونا 158.05 گرام، زمین 13 سینٹ، حق مہر 500000 روپے۔میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار AED100 ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: Jamnas Sooppikka　　الامۃ: Hyruneesa Sirajudeen　　گواہ: Jaseem Sooppikka

مسل نمبر11509: میں محمد منہاج الدین ولد مکرم مرحوم محمد نعیم الدین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ اکاؤنٹنٹ عمر 37 سال پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: دبئی مستقل پتہ: سعیدہ باد بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 16 جولائی 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمداز ملازمت ماہوار AED5000 ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: لطف الرحمٰن مالک　　العبد: محمد منہاج الدین　　گواہ: جاوید احمد طاہر

مسل نمبر11510: میں سید محمد برکات احمد ولد سید محمد سلیمان احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ مددگار تاریخ پیدائش 3 نومبر 1968 پیدائشی احمدی ساکن محلہ احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب (دارالانوار جنوبی) بقائمی ہوش و حواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 23 جولائی 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اسوقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔کلکتہ میں خاکسار نے 3.5 کٹھہ زمین گورداس نگر نزدیک ڈائمنڈ ہاربر بمالیت 130000 روپے خریدی تھی جسکی میوٹیشن نہیں ہوسکی ہے۔جب بھی اس کی میوٹیشن کی کارروائی مکمل ہوتی ہے خاکسار اس کی ادائیگی کردے گا۔انشاء اللہ۔خاکسار نے یہ زمین 16 مارچ 2010ء کو خریدی تھی۔میرا گزارہ آمداز ملازمت ماہوار 8342 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شمس الدین خان　　العبد: سید محمد برکات احمد　　گواہ: عمر عبد القدیر

مسل نمبر11511: میں رضیہ بی بی زوجہ مکرم عبد الرحمٰن شیخ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 1 مارچ 1966 پیدائشی احمدی ساکن محلہ مہدی آباد قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 27 جولائی 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔حق مہر 15000 روپے بذمہ خاوند۔میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد حبیب اللہ　　الامۃ: رضیہ بی بی　　گواہ: مبشر احمد

مسل نمبر11513: میں نصرت مبشرہ زوجہ مکرم سید محمد برکات احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 25 مئی 1973 پیدائشی احمدی ساکن محلہ احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 23 جولائی 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور طلائی: 35.9 گرام 18 کیریٹ قیمت 168730 روپے۔حق مہر بذمہ خاوند 10101 روپے۔زمین: خاکسار نے کشمیری کالونی قادیان میں ایک پانچ مرلہ کا پلاٹ خریدا ہے جس کی کُل مالیت مبلغ 500000 روپے ہے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 600 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: متین الرحمٰن　　الامۃ: نصرت مبشرہ　　گواہ: عمر عبد القدیر

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

تمام مذاہب، فرقے، رنگ ونسل اور قومیت کے لوگوں کی خدمت کرنا جماعت کے اوّلین مقاصد میں سے ہے

(پیغام بر موقع اجتماع انصار اللہ ہالینڈ 2022)

طالبِ دعا: شیخ غلام احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بھدرک (اڈیشہ)

CHANDIGARH DIAGNOSTIC LABORATORY
Thane wala Chowk, Thikriwal Rd (Darul Salam Kothi Rd)
(Near Canara and Punjab & Sind Bank Qadian)

ہمارے یہاں ہر طرح کے جسمانی ٹیسٹ خون، پیشاب، بلغم، بایوپسی، وغیرہ کمپیوٹرائزڈ دستیاب ہیں

ہمارے ساتھی: SRL-Super Ranbaxy Lab,Thyrocare Mumbai

چوہدری محمد خضر باجوہ صاحب درویش قادیان　　لقمان احمد باجوہ صاحب

پروپرائٹر: عمران احمد باجوہ، رضوان احمد باجوہ　　فون نمبر: +91-85579-01648, +91-96465-61639

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL

a desired destination for royal weddings & celebrations.

2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate

HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201

Contact Number : 09440023007, 08473296444

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان Weekly **BADAR** Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 72 Thursday 7 - September - 2023 Issue. 36

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

ہر معاملہ میں دین کو مقدم کریں، دنیا مقصود بالذات نہ ہو، اصل مقصود دین ہو پھر دنیا کے کام بھی دین ہی ہوں گے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی روشنی میں شاملین جلسہ کو زرّیں نصائح

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ یکم ستمبر 2023ء بمقام جلسہ گاہ (Messe Stuttgart) جرمنی

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

الحمدللہ آج جماعت احمدیہ جرمنی کا جلسہ سالانہ وسیع پیمانے پر منعقد ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب شاملین جلسہ کو جلسے کے مقاصد کو حاصل کرنے والا بنائے۔ جلسے کے انعقاد کا ایک بہت بڑا مقصد جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں بتایا ہے، اور بڑے درد سے اسکا اظہار کیا ہے، وہ یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کی بیعت میں داخل ہونے والے دینی علم سیکھیں، روحانیت میں ترقی کریں۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق اور محبت میں بڑھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل پیروی کرنے والے ہوں۔

حضور انور نے فرمایا: اس سال جماعت احمدیہ کو جرمنی میں قائم ہوئے سو سال بھی ہو گئے ہیں۔ لیکن اس بات پر خوش ہونے کے ساتھ ہی ہمیں یہ بھی دیکھنا ہے اور سوچنا چاہئے کہ ان سو سالوں میں ہم نے کیا حاصل کیا؟ ہم نے اپنے ایمانوں کی کس حد تک حفاظت کی۔ کیا ہم نے اپنی روحانی حالتوں کو بہتر کرنے کے ساتھ اپنے بچوں کو بھی دین سے جوڑے رکھنے کی خاص کوشش کی تا کہ ان مخلصین میں شامل ہو سکیں جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام چاہتے ہیں۔ اگر کوشش کی ہے تو یہی وہ حقیقی شکرانہ ہے جو سو سال پورے ہونے پر ہم ادا کرنے والے ہوں گے۔ اس وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات آپ کے سامنے رکھوں گا، جو ہمیں ہمارے مقصد کی طرف راہنمائی کرنے والے ہیں۔

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں یہ مت خیال کرو کہ صرف بیعت کر لینے سے ہی خدا راضی ہو جاتا ہے۔ یہ تو صرف پوست ہے۔ مغز تو اس کے اندر ہے۔ پس جو بیعت اور ایمان کا دعویٰ کرتا ہے اسے اپنے آپ کو ٹٹولنا چاہئے کہ کیا میں چھلکا ہی ہوں یا مغز۔

دین کو دنیا پر مقدم کرنا کیا ہے؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: میرا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مسلمان سُست ہو جائیں۔ اسلام کسی کو سست نہیں بناتا۔ اپنی تجارتوں اور ملازمتوں میں بھی مصروف ہوں مگر میں یہ نہیں پسند کرتا کہ خدا کیلئے کوئی وقت بھی ان کا خالی نہ ہو۔ نمازوں کے وقت پر نمازوں کو نہ چھوڑیں۔

ہر معاملہ میں دین کو مقدم کریں۔ دنیا مقصود بالذات نہ ہو، اصل مقصود دین ہو۔ پھر دنیا کے کام بھی دین ہی ہوں گے۔ فرمایا: ترقی کی ایک ہی راہ ہے کہ خدا کو پہچانیں اور اس پر زندہ ایمان پیدا کریں۔

دین کو ہر حال میں دنیا پر مقدم کرنے کے متعلق آپ علیہ السلام مزید فرماتے ہیں کہ دیکھو دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک تو وہ جو اسلام قبول کر کے دنیا کے کاروبار اور تجارتوں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ شیطان ان کے سر پر سوار ہو جاتا ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ تجارت کرنی منع ہے، صحابہ تجارتیں بھی کرتے تھے مگر دین کو دنیا پر مقدم رکھتے تھے۔ انہوں نے اسلام قبول کیا تو اسلام کے متعلق سچا علم جو یقین سے ان کے دلوں کو لبریز کر دے انہوں نے حاصل کیا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ کسی میدان میں شیطان کے حملے سے نہیں ڈگمگائے۔

فرمایا: میں زیادہ اُمید اُن پر کرتا ہوں جو دینی ترقی اور شوق کو کم نہیں کرتے۔ جو اس شوق کو کم کرتے ہیں مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں شیطان اُن پر قابو نہ پالے۔ اس لیے کبھی سست نہیں ہونا چاہئے۔

فرمایا: غیر مسلموں کو قرآن کریم جلانے کی کیوں جرأت پیدا ہوئی۔ اس لئے کہ ہم نے عملاً قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنا چھوڑ دیا اور اسی وجہ سے ان کو جرأت پیدا ہوئی جس سے ہم بھی گناہگار ہوئے۔ یعنی مسلمان گناہگار ہوئے۔ جو علمی ترقی چاہتا ہے اس کو چاہئے قرآن شریف کو غور سے پڑھے۔ جہاں سمجھ میں نہ آئے دریافت کرے۔ قرآن شریف ایک دینی سمندر ہے جس کی تہہ میں بڑے بڑے نایاب اور بے بہا گوہر موجود ہیں۔ پس ہمیں جائزہ لینا چاہئے کہ کتنے ہیں جو غور کر کے قرآن کریم کو پڑھتے ہیں اور پھر اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

فرمایا: سچے مذہب کی جڑ خدا پر ایمان ہے اور خدا پر ایمان چاہتا ہے کہ سچی پرہیز گاری ہو۔ خدا کا خوف ہو۔ تقویٰ والے کو خدا کبھی ضائع نہیں کرتا۔ وہ آسمان سے اسکی مدد کرتا ہے۔ فرشتے اسکی مدد کو اترتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر کیا ہوگا کہ متقی سے معجزہ ظاہر ہو جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: وہ نماز بدیوں کو دور کرتی ہے جو اپنے اندر ایک سچائی کی روح رکھتی ہے اور فیض کی تاثیر اس میں موجود ہے۔ نماز کا مغز اور روح وہ دعا ہے جو ایک لذت اور سرور اپنے اندر رکھتی ہے۔ پس ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم نمازوں میں سرور حاصل کرتے ہیں۔ کیا ہم مکمل بھروسہ صرف اسباب پر تو نہیں رکھتے۔ اگر ہم نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں تو ہم بیعت کا حق ادا کرنے والے ہیں، ورنہ قابلِ فکر حالت ہے۔

علم و معرفت میں ترقی اور مرشد و مرید کے تعلقات کے بارے میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: مرشد و مرید کے تعلقات استاد اور شاگرد کی مثال سے سمجھ لینے چاہئیں۔ جیسے شاگرد استاد سے فائدہ اٹھاتا ہے اسی طرح مرید اپنے مرشد سے۔ لیکن شاگرد اگر اپنے استاد سے تعلق تو رکھے مگر اپنی تعلیم میں قدم آگے نہ بڑھائے تو فائدہ نہیں اٹھا سکتا، یہی حال مرید کا ہے۔ پس اس سلسلہ میں تعلق پیدا کر کے اپنی معرفت اور علم کو بڑھانا چاہئے۔ طالبِ حق کو ایک مقام پر پہنچ کر ہرگز ٹھہرنا نہیں چاہئے ورنہ شیطانِ لعین اور طرف لگا دے گا۔

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر میری بیعت کی ہے تو مجھے حکم اور عدل تسلیم کرو۔ اس بات پر یقین رکھو کہ جو بات میں کہوں گا خدا تعالیٰ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مطابق کہوں گا۔

فرمایا: جن لوگوں نے میرا انکار کیا ہے اور جو مجھ پر اعتراض کرتے ہیں انہوں نے مجھے شناخت نہیں کیا، اور جس نے مجھے تسلیم کیا اور پھر اعتراض رکھتا ہے وہ اور بھی بدقسمت ہے کہ دیکھ کر اندھا ہوا۔

آپ علیہ السلام اپنے آنے کی غرض اور مقصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: میرے آنے کی اصل غرض اور مقصد یہی ہے کہ توحید، اخلاق اور روحانیت کو پھیلاؤں۔ توحید سے مراد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو ہی اپنا مطلوب مقصود اور محبوب اور مطاع یقین کر لیا جاوے۔

اخلاق سے مراد یہ ہے کہ جس قدر قویٰ انسان لے کر آیا ہے اس کو اپنے محل اور موقع پر خرچ کیا جاوے۔ یہ نہیں کہ بعض کو بالکل بے کار چھوڑ دیا جاوے اور بعض پر بہت زور دیا جاوے۔ روحانیت سے مراد وہ آثار اور علامات ہیں جو خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا ہونے پر مترتب ہوتے ہیں۔ پس ہر احمدی کو اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ توحید کا اس کے دل میں کس قدر زور ہے، جذبہ ہے۔ اسی طرح جب ہم مسجدیں بنا رہے ہیں تو انہیں آباد کرنے کی بھی ایک فکر ہونی چاہئے۔ اسی طرح اعلیٰ اخلاق کا اظہار ہر احمدی سے ہونا چاہئے۔ یہ اعلیٰ اخلاق ہیں جو ہمارا پیغام پہنچانے میں بڑا اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

فرمایا: روحانیت کے معیار کا تب پتا چلے گا جب حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے اعلیٰ معیار قائم ہوں گے۔ حضور انور نے فرمایا : کیا ہمارا خدا تعالیٰ سے پختہ تعلق پیدا ہو گیا ہے؟ کیا ہماری نمازوں کے اعلیٰ معیار قائم ہو گئے ہیں؟ کیا ہم نماز کے اوقات میں دنیاوی کاموں کو چھوڑ کر نماز کیلئے حاضر ہو جاتے ہیں یا صرف مسجدیں بنانے پر زور ہے؟ کیا ہم قرآن کریم کی تلاوت میں باقاعدہ ہیں؟ کیا ہم قرآنی احکامات کو تلاش کر کے ان پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں؟ کیا ہم اپنے بچوں کو دین سے جوڑنے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں؟ کیا ہمیں صرف اپنے بچوں کی دنیاوی تعلیم کی فکر ہے یا ان کی دین کی بھی فکر ہے؟ کیا ہمارے اعلیٰ اخلاق آپس کے تعلقات وہ معیار حاصل کر چکے ہیں جو رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ کا نظارہ دکھائیں ہمیں؟ کیا اعلیٰ اخلاق کے نمونے غیروں پر ظاہر کر کے انہیں اسلام کی خوبصورت تعلیم سے ہم آگاہ کر رہے ہیں؟

پس پہلے تو یہ جائزہ لیں کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے معیاروں کو کس حد تک ہم نے حاصل کر لیا ہے۔ اگر حاصل کر لیا ہے جو میرے نزدیک ابھی حاصل نہیں ہوا تو خود اپنے جائزے سے ہر ایک کو پتہ لگ جائے گا۔ میرے کہنے کی ضرورت نہیں۔

ہم یہ دعویٰ لے کر اٹھے ہیں کہ ہم نے دنیا کے دل جیتنے ہیں۔ ہم نے دنیا کو خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا قائل کرنا ہے۔ دنیا کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈالنا ہے۔ پس اس حوالے سے ہم میں سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے چاہئیں اور ایک نئے عزم کے ساتھ نئی صدی میں داخل ہونا چاہئے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے اپنے اس مقصد کو حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کریں گے اور اپنی اولادوں اور نسلوں کو بھی یہ تاکید کرتے رہیں گے اور ان کی اس طرح تربیت کریں گے کہ خدا تعالیٰ سے تعلق کی یہ جاگ ایک نسل سے دوسری نسل کو لگتی چلی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad